قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۴	مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء	یوم یکشنبہ	مطابق ۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۱ھ	جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۷۔جولائی کی شام کو سوا نو بجے بذریعہ موٹر لاہور سے تشریف لائے حضور کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔لاہور میں حضور کا قیام مرزا عزیز احمد صاحب ای۔اے۔سی کی کوٹھی پر رہا۔ ۵۔جولائی کی شام کو لورینگ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اجلاس حضور کی صدارت میں منعقد ہوا۔جو قریباً تین گھنٹے جاری رہا۔اسی شام کو شیخ محمد عبد اللہ صاحب ایم۔ایس سی جو کشمیر سے لاہور آئے تھے۔حضور کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔چونکہ وقت زیادہ گزر چکا تھا۔اس لئے مختصر ملاقات ہوئی۔ ۶۔جولائی کو پھر شیخ صاحب موصوف نے ملاقات کی۔اور دیر تک سلسلہ گفتگو جاری رہا۔تیسری ملاقات کا موقعہ حضور نے انہیں رات کو عنایت فرمایا۔قیام لاہور کے عرصہ میں اور اصحاب سے بھی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ایک شب رات کے ۲ بجے تک حضور ملاقاتوں میں مصروف رہے ؛

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے وکلاء کی مساعی

سنگین مقدمات میں کامیابی

کشمیر کمیٹی نے مسلمانان کشمیر کو قانونی امداد بہم پہونچانے کے لئے اپنے سات آٹھ نہایت قابل پلیڈر اور وکیل ریاست کشمیر کے مختلف علاقوں میرپور۔کوٹلی۔راجوری۔جموں۔سرینگر اور پونچھ میں بھیجے ہوئے ہیں۔جو نہایت تندہی جانفشانی اور اخلاص سے مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔اور اب تک اسّی نوّے مسلمانوں کو رہا کرا چکے ہیں۔جن پر ریاست کی طرف سے بلوہ قتل۔ڈکیتی اور آتشزدگی کے خوفناک اور سنگین مقدمات دائر تھے۔تازہ اطلاعات کے مطابق اس وقت سری نگر میں تقریباً دس مقدمات بلوہ زیر سماعت ہیں۔جن میں ۱۲۵ مسلمان ماخوذ ہیں۔ان سب مقدمات کی پیروی جناب شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ کر رہے ہیں۔اور اپیلوں کا کام بھی جاری ہے ؛

ایک اپیل عبد العزیز ساکن مظفر آباد بنام سرکار میں ملزم کو جسے تین ماہ قید اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ہمارے وکیل جناب محمد یوسف خاں صاحب اور شیخ محمد احمد صاحب پلیڈر

مسجد اقصیٰ کی توسیع کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت فی الحال موجودہ برآمدہ اونچا کر دیا گیا ہے۔تا خطبہ کی آواز سامعین تک آسانی پہونچ سکے ؛

کی کوشش سے بالکل بری کر دیا گیا ؎

ایک مقدمہ سرکار بنام غلام قادر وغیرہ میں پانچ مسلمان بلوہ اور سرکاری ملازم پر حملہ کرنے کے الزام میں ماخوذ تھے۔ ہمارے وکیلوں کی کوشش سے پانچوں ملزمان قبل از فرد جرم رہا کر دیئے گئے ؎

ایک مقدمہ سرکار بنام شیخ رمضان وغیرہ میں ۱۷ کئی مسلمان الزام بلوہ اور حملہ بر ملازم سرکاری میں ماخوذ تھے۔ ان میں سے ۱۳ مسلمان قبل از فرد جرم رہا کئے گئے۔ باقی کے متعلق کوشش ہو رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ کامیابی عطا فرمائے ؎

ایک اپیل عبد الوہاب وغیرہ بنام سرکار میں مقبول ملزم کو رہا کر دیا گیا۔ عبد الوہاب اور منور خان ملزمان کی سزا میں تین تین ماہ کی تخفیف کی گئی الزام استحصال بالجبر اور حبس بے جا تھا ؎

جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ میرپور ریاست جموں میں مظلوم مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی نہایت جانفشانی سے کر رہے ہیں۔ رات کے بارہ بجے تک روزانہ مقدمات کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ اور صبح سات بجے سے لے کر ۱۲ بجے تک عدالت میں کام کرتے ہیں۔ پھر دو بجے سے لے کر شام تک مقدمات میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ کی کوشش سے میرپور کے ۴۰ سے زیادہ مسلمان جن پر نہایت سنگین مقدمات دائر تھے۔ بری ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ شیخ صاحب موصوف کو اجر جزیل عطا فرمائے ؎

پونچھ میں ہمارے نہایت مخلص اور قابل دوست جناب عزیز احمد صاحب وکیل سیالکوٹی کام کر رہے ہیں۔ اور پونچھ کے آفت زدہ مسلمانوں کی طرف سے مقدمات میں پیش ہوتے ہیں۔ چنانچہ ۲۰۔ جون ۱۹۳۲ء کو آپ کی کوشش سے تین مسلمان۔ پیر ولی باغ علی چوغطہ۔ اور عباس علی نمبردار کو عدالت نے بالکل بری کر دیا۔ ان تینوں کو عدالت ماتحت سے ایک ایک سال قید کی سزا بجرم آتشزدگی ہوئی تھی۔ اور لال دین۔ صفدر علی خاں۔ امداد علی کھوکھر۔ گوہر علی عالم دین۔ راج محمد ولد صاحب خاں۔ راج محمد ولد تاج خاں نمبردار منشو۔ گلو۔ ولی۔ بیرو خاں۔ فقیر محمد۔ بہادر علی کو تا فیصلہ ضمانت پر رہا کرا لیا گیا۔ اور جن گرفتار شدہ مسلمانوں کو جیل میں دوہری بیڑیاں ڈالی ہوئی تھیں۔ اور انہیں بہت تکلیف تھی۔ ان کی بیڑیاں بھی چند دن جیل سے مل کر اتروا لی گئیں ؎

(شمس کاشمیری برائے سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی)

دھنی دیو ضلع سیالکوٹ میں مناظرہ

۱۳ جولائی کو دھنی دیو ضلع سیالکوٹ میں غیر احمدیوں سے ایک مناظرہ قرار پایا ہے۔ انشاء اللہ دو مناظر قادیان سے بھیجے جائینگے۔ ارد گرد کے انصار اللہ کو چاہیئے۔ کہ وہ اس مناظرہ کو کامیاب بنانے کے لئے جد و جہد کریں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مسلمانوں سے لیڈرسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اپیل

مولانا شفیع داؤدی اپنا استعفا واپس لے لیں

آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے ممبروں میں جو اختلاف حال میں رونما ہوا ہے۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حسب ذیل بیان شائع فرمایا ہے:-

مسلم کیمپ میں پھوٹ پڑجانا نہایت درجہ افسوسناک ہے اور مسلم مفاد کے لئے بے حد ضرر رساں ہے۔ میری رائے میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا مجوزہ جلسہ جو ۳۔ جولائی کو منعقد ہونے والا تھا۔ اس کو ملتوی کر دینے کی ضرورت نہ تھی۔ بہتر ہوتا۔ کہ جلسہ کر لیا جاتا۔ اور اس میں طے شدہ مسلم پروگرام کے متعلق التواء کا فیصلہ کیا جاتا۔ اگر اکثریت اس کے حق میں ہوتی۔ تو جلسہ ملتوی کر دیا جاتا۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ صدر نے التواء کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ آپ نے صرف اس خواہش کا اظہار کیا۔ لہذا کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ مولانا شفیع داؤدی استعفا دیدیتے۔ مسلمانوں کے لئے یہ حد نازک موقعہ ہے۔ لہذا تمام مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ بجائے اس کے کہ کوئی نئی پارٹی بنا کر مسلم مفاد کو نقصان پہونچایا جائے۔ متحد ہو کر کام کریں۔ میں مولانا شفیع داؤدی سے مخلصانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنا استعفا واپس لے لیں۔ اور اگر وہ بورڈ کا جلسہ منعقد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اپنے دلائل کانفرنس میں پیش کریں۔ اس صورت میں انہیں اختیار دیا جائے۔ لیکن اس سے باہر کام کرنا درست نہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ مسلمان اپنے جمود کی وجہ سے نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اگر ہمارے مسلم نوجوان دیکھیں گے۔ کہ ہمارے لیڈر معمولی معمولی بات پر آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ تو وہ باغی ہو جائیں گے۔ اور ناتجربہ کار نوجوان کانگرس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔ اور مسلم مفاد کو ناقابل تلافی نقصان پہونچے گا۔ اور مسلم رہنما بندوں اور خدا کے سامنے ذمہ وار ہوں گے۔ نوجوانوں میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔ قبل اس کے کہ معاملہ بڑھے۔ اس کا انسداد لازمی ہے ؎

مسلمانان پونچھ کا متفقہ فیصلہ

پونچھ ۷۔ جولائی مسلم ایسوسی ایشن پونچھ کی طرف سے حسب ذیل تار بنام الفضل موصول ہوا ہے۔ مندرجہ ذیل تار مہاراجہ بہادر۔ وزیر اعظم اور تمام متعلقین کو ارسال کیا گیا ہے۔ مسلم ایسوسی ایشن جو مسلمانان پونچھ کی مسلمہ نمائندہ جماعت ہے کے ایک خاص اجلاس میں جو ۲ جولائی کو زیر صدارت مولانا غلام احمد صاحب منعقد ہوا حسب ذیل ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ یہ ایسوسی ایشن ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن سرینگر اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے درخواست کرتی ہے۔ اور کامل اختیار دیتی ہے۔ کہ وہ علی الترتیب مسلمانان پونچھ کی ریاست کشمیر اور برٹش انڈیا میں نمائندگی کریں۔ اور ان سے استدعا کرتی ہے کہ ہمارے کاز کو

رسالہ ریویو اردو کے خریدار بڑھائے جائیں

کئی مرتبہ احباب کرام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان کلمات طیبات کی طرف توجہ دلا چکا ہوں:-

"اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا۔ تو یہ واقعہ بھی اس سلسلہ کے لئے ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار پیدا ہو جائیں"

آج پھر الفضل کے ذریعے احمدی جوانمردوں سلسلہ احمدیہ کے فداکاروں کی خدمت میں عرض پرداز ہوں۔ کہ اس وقت رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو کے خریدار بہت کم ہیں۔ اتنے کم کہ مجھے ظاہر کرنے میں بھی تامل ہوتا ہے۔ پس کیا ہماری غیرت دینی کا یہ تقاضا نہیں۔ کہ ہر جماعت میں اس بات کی کوشش کی جائے۔ کہ رسالہ ریویو اردو کے خریدار پیدا ہوں۔ نہ صرف جماعت میں سے بلکہ بیرون جماعت میں سے۔ کیونکہ اس رسالہ میں عام اسلامی مسائل پر بحث ہوتی ہے۔ نمونہ منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔ دوسروں کو دکھا کر خریداری کی تحریک کریں۔ اور ہمیں اس قابل بنا دیں۔ کہ کم از کم اس کے اخراجات اسی کی آمد سے پورے ہوں۔ جب تک کم از کم سات سو خریدار مزید نہ ہونگے یہ بات نہیں ہو سکے گی۔ احباب کو چٹھیاں بھی لکھی جا رہی ہیں۔ ابھی تک باوجود متواتر و مستقل توجہ دلانے کے کوئی منتظم کوشش شروع نہیں ہوئی۔ پس اس تحریر کو دیکھتے ہی اپنی اپنی جماعت میں جمعہ کے روز یا کوئی صورت اجتماع پیدا کر کے یہ سوال رکھیں۔ اور بار بار کی تحریک سے بے نیاز کر دیں۔ عالی ہمت مستطیع دوست دوسروں کے نام یا لائبریریوں کے نام مفت جاری کرا دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل بہت بابرکت ثابت ہوگی۔ کسی کی نقدی میں کچھ کمی نہ آئے گی۔ رسالہ میں انگریزی رسالے کے مضامین کا ترجمہ بھی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہر طرح اسے دلچسپ و مکمل بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مالی حالت بہتر ہونے پر کاغذ وغیرہ۔ ٹائٹل بھی بدلا جا سکے گا ؎

نیازمند ایڈیٹر و منیجر اردو ریویو آف ریلیجنز قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۴ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۲ء — جلد ۲۰

ریاست بہاولپور میں ایک احمدی کے خلاف تنسیخ نکاح کا مقدمہ

”دربار معلیٰ“ کی جانب دارانہ تجویز اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا افسوسناک رویہ

”دربار معلیٰ“ کی ہیئت ترکیبی

ریاست بہاولپور کی آخری عدالت جسے ”دربار معلیٰ“ کہا جاتا ہے۔ اس کی ہیئت ترکیبی یہ ہے۔ کہ (۱) چیف منسٹر (۲) وزیر حضوری۔ (۳) وزیر مال۔ اور (۴) ہوم ممبر اسکے ارکان ہیں۔ وزیر مال ایک انگریز سی۔ ایچ ٹونش ہیں۔ تنسیخ نکاح کے اس مقدمہ میں جس کا ذکر گزشتہ پرچہ میں کیا جاچکا ہے۔ اور جس میں چیف منسٹر صاحب کے جانبدارانہ رویہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو تجویز اس دربار نے مرتب کی۔ اس پر وزیر حضوری کے دستخط نہیں ہیں۔ باقی تین ارکان کے ہیں۔

”دربار معلیٰ“ کی تجویز

تجویز کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ

۱۔ ڈسٹرکٹ جج نے فریقین کی اسناد پر بحث کئے بغیر دعوٰے مدعیہ خارج کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ چیفکورٹ کے فیصلہ کریم بخش بنام جیند وڈی کے پابند ہیں۔ جس میں یہ طے پاچکا ہے۔ کہ مرزائی ہوجانے سے ارتداد واقع نہیں ہوتا۔

۲۔ فاضل ججان چیف کورٹ نے پٹنہ و پنجاب ہائی کورٹوں کے فیصلہ جات کے متعلق تسلیم کیا ہے۔ کہ مقدمہ ہذا پر حاوی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ان میں غیر متعلق سوالات زیر بحث رہے ہیں۔ البتہ ہائی کورٹ مدراس کے فیصلہ ۱۷۔ انڈین کیسز ۶۶۔ میں سوال زیر بحث یہی تھا۔ کہ آیا احمدی ہوجانے سے ارتداد واقع ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ اس لئے اس فیصلہ پر انحصار کرکے اپیل خارج کر دیا گیا۔

۳۔ دربار معلیٰ کے ارکان کی رائے میں فاضل ججان مدراس ہائی کورٹ کا فیصلہ سوال زیر بحث پر قطعی نہیں ہے۔ اور ان کی رائے ہے کہ ہمیں مقدمہ ہذا میں اس کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہائیکورٹوں کے فیصلوں سے انکار

جیسا کہ ہم گزشتہ مضمون میں پٹنہ و پنجاب ہائیکورٹوں کے فیصلوں کے اقتباسات پیش کرکے بتا چکے ہیں۔ ان میں یہی بات زیر بحث تھی۔ کہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والا شخص مسلمان ہے یا نہیں۔ اور اس کا نکاح غیر احمدی عورت سے قائم رہتا ہے۔ یا فسخ ہوجاتا ہے۔ اس کے متعلق ان ہائی کورٹوں نے فیصلے کئے۔ اور ان دلائل و بیانات کو سنکر کئے۔ جو احمدیوں کے خلاف پوری تیاری اور سارے ہندوستان کے علماء کی امداد سے مرتب کئے گئے تھے۔ پھر نہ معلوم ”دربار معلیٰ“ نے کیونکر سمجھ لیا۔ کہ ”ان میں غیر متعلق سوالات زیر بحث رہے ہیں“۔ لیکن چونکہ فاضل ججان چیفکورٹ بہاولپور کی اس رائے سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولپور کے فیصلہ پر اثر پڑتا تھا جس نے اپنے آپ کو چیفکورٹ کے فیصلہ کا پابند قرار دیا تھا۔ اس لئے اسے تو نوٹ کر دیا گیا۔ لیکن انہی فاضل ججان نے مدراس ہائی کورٹ کے جس فیصلہ کے متعلق یہ قرار دیا تھا۔ کہ وہ اس مقدمہ پر حاوی ہے۔ اور ”مکمل چھان بین کے بعد طے پایا تھا“ اس کی نسبت کہدیا۔ ”ہماری رائے میں فاضل ججان مدراس ہائی کورٹ کا فیصلہ سوال زیر بحث پر قطعی نہیں ہے۔ اور ہمیں مقدمہ ہذا میں اس کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں ہے“!

”دربار معلیٰ“ ہائی کورٹوں کے فیصلے رد نہیں کر سکتا

بہاولپور کا ”دربار معلیٰ“ اگر برطانوی ہند کی تمام ہائیکورٹوں سے اپنے آپ کو بالا سمجھتا ہے۔ اور ان کے صاف اور صریح فیصلوں کو رد کر سکتا ہے۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ پنجاب۔ پٹنہ اور مدراس ہائی کورٹوں کے جو فیصلے پیش کئے گئے ہیں۔ وہ بعینہٖ اسی قسم کے مقدمات کے متعلق ہیں۔ جو بہاولپور میں دائر ہے۔ ان میں بھی غیر احمدی عورتوں کی طرف سے احمدی خاوندوں کے خلاف تنسیخ نکاح کے دعوے کئے گئے۔ ان میں بھی غیر احمدی عورتوں کی طرف سے احمدی خاوندوں کو اسلام سے بزعم خود خارج قرار دینے کے دلائل پیش کئے گئے۔ ان میں بھی وہی سوالات زیر بحث آئے۔ جو بہاولپور کے مقدمہ میں پیش ہیں۔ اس لئے کسی ماتحت ریاست کا جس کے تمام قوانین کا دارومدار تعزیرات ہند پر ہے۔ یہ حق نہیں ہے کہ ان کو مسترد کر سکے۔

”دربار معلیٰ“ کا جانبدارانہ رویہ

”دربار معلیٰ“ نے مذکورہ بالا ہائی کورٹوں کے فیصلوں کو مسترد کرتے ہوئے اپنی ریاست کے شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد صاحب کو بطور گواہ عدالت طلب کیا۔ اور ان کا یہ بیان درج کرنے کے بعد کہ ”اگر کسی شخص کا قادیانی عقائد کے مطابق یہ ایمان ہو۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی آیا ہے۔ اور اس پر وحی نازل ہوئی۔ تو ایسا شخص چونکہ ختم النبوۃ حضرت رسول کریم کا منکر ہے۔ اور ختم النبوۃ اسلام کی ضروریات میں سے ہے۔ لہٰذا وہ کافر ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے“ یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ

”مولوی صاحب موصوف نے بطور دلائل کئی ایک آیات قرآن شریف پیش کیں۔ جن میں اچھی طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔“ پھر مقدمہ کو ”مزید تحقیقات کا محتاج“ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

”مدعا علیہ کو بھی موقع دینا چاہئے۔ کہ شیخ الجامعہ کے بالمقابل اپنے دلائل پیش کرے۔ اس لئے ہم مزید تحقیقات کے لئے یہ مقدمہ بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور بھیجتے ہیں۔ اور ہدایت کرتے ہیں۔ کہ یہ مقدمہ بروئے شرع شریف فیصلہ کیا جائے“۔

مندرجہ بالا رائے کے اظہار سے جس میں ریاست کے شیخ الجامعہ کے متعلق یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ اس نے قرآن کریم کی کئی ایک آیات سے اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور پھر یہ ہدایت دینے سے کہ ”یہ مقدمہ بروئے شرع شریف فیصلہ کیا جائے“۔ صاف معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ ”دربار معلیٰ“ کا کیا منشاء ہے۔ اور چیف منسٹر صاحب کیا چاہتے ہیں۔ ان حالات میں ”دربار معلیٰ“ کی ماتحت عدالت مدعا علیہ کے متعلق جو رویہ اختیار کر سکتی ہے۔ اور اس مقدمہ کا جو انجام ہوسکتا ہے۔ وہ بالکل ظاہر ہے۔

”دربار معلیٰ“ اور ”شرع شریف“

اب سوال یہ ہے۔ کہ وہ ”دربار معلیٰ“ جس کی ”شرع شریف“ کے متعلق واقفیت تو اسی سے ظاہر ہے۔ کہ اسے سوال زیر بحث کی تشریح اور وضاحت کے لئے خود شیخ الجامعہ کو طلب کرنا پڑا۔ اور جس کا ایک رکن غیر مسلم ہے۔ اسکی اپنی ہیئت ترکیبی کہاں تک شرع شریف

کے مطابق ہے۔ اور پھر اسے ایک خاص مقدمہ کے متعلق یہ قرار دینے کا کہاں تک حق حاصل ہے۔ کہ "یہ مقدمہ بروئے شرع شریف فیصلہ کیا جائے"۔ ایک احمدی کے مسلمان ہونے کا سوال تو ابھی تک "دربار معلیٰ" کے نزدیک فیصلہ طلب ہے۔ لیکن کیا ایسے مقدمات جن کے متعلق شرع شریف کے فیصلے بالکل صاف ہیں۔ ان میں "دربار معلیٰ" کی ماتحت عدالتیں بروئے شرع شریف فیصلہ کیا کرتی ہیں۔ کیا ایک زانی کو ریاست بہاول پور کی عدالتوں میں وہی سزا دی جاتی ہے۔ جو شرع شریف نے مقرر کی ہے۔ اور کیا ایک چور کے متعلق اسی سزا کی تعمیل کرائی جاتی ہے۔ جو شرع شریف نے قرار دی ہے۔ اگر نہیں۔ تو کیا "دربار معلیٰ" نے کبھی ایسے مقدمات میں دخل دے کر ماتحت عدالتوں میں اس ہدایت کے ساتھ انہیں واپس بھیجا ہے کہ ان میں "بروئے شرع شریف فیصلہ کیا جائے"۔ اگر نہیں تو کیوں ایک احمدی کے خلاف مقدمہ میں ہی "شرع شریف" کا خیال آیا؟

احمدی اور شرع شریف

احمدیوں سے بڑھ کر شرع شریف کا احترام کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ اور خواہ شرع شریف کسی معاملہ میں کسی احمدی کے خلاف ہی فیصلہ دے۔ اور اسے جانی اور مالی لحاظ سے بے حد تکلیف اٹھانی پڑے۔ تو بھی وہ سرِ تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہوگا لیکن شرع شریف کے مطابق فیصلہ کرنے والی۔ اور شرعی شرائط کو پورا کرنے والی کوئی عدالت بھی تو ہو۔ یہ نہیں گوارا کیا جا سکتا۔ کہ دوسرے تمام مقدمات میں تو شرع شریف کے صاف اور واضح فیصلوں کو نظر انداز کر کے تعزیرات ہند کی پابندی کی جائے۔ اور جب کسی احمدی کا سوال پیش ہو۔ تو قطع نظر عدالت کی اس حیثیت کے کہ وہ کہاں تک شرع شریف کے مطابق چلنے والی ہے۔ شریعت کی آڑ اختیار کر لی جائے۔ اور شریعت بھی وہ خود ساختہ شریعت جسے احمدیت کے مخالف علماء پیش کریں۔

"دربار معلیٰ" کی بے جا دست اندازی

"دربار معلیٰ" نے اپنے شیخ الجامعہ کے دلائل سن لئے۔ اور وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ ہندوستان کے دیگر علماء دین بھی جن کی رائے وہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔ احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے اسی کے ہمنوا ہونگے۔ پھر وہ بروئے شرع شریف فیصلہ کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اور شرع شریف وہی سمجھی جائے گی جو احمدیت کے مخالف مولوی پیش کریں گے۔ اس طرح عدل و انصاف کا تقاضا جہاں تک پورا ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اس کا صریح طور پر یہ مطلب ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے مخالف مولویوں کی رائے کے ماتحت احمدی کا نکاح فسخ قرار دیدیا جائے۔ یہ "دربار معلیٰ" کی اس مقدمہ میں ایسی دست اندازی ہے۔ جو عدل و انصاف کا خون کرنے والی ہے۔ اور ہم مجبور ہیں۔ کہ ان انگریزی حکام کو اس کی طرف توجہ دلائیں۔ جو ریاست بہاولپور کی بے قاعدگیوں اور خلاف قانون افعال کے انسداد کے اختیارات رکھتے ہیں۔ جب ریاست کی سب سے بڑی عدالت۔ ایک دائر شدہ مقدمہ میں صریح طور پر جانبدارانہ رویہ اختیار کر لے۔ اور کھلم کھلا مدعا علیہ کے خلاف اظہار رائے کرتے۔ یعنی کہدے۔ کہ ریاست کے شیخ الجامعہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہے۔ اور "بطور دلائل کئی ایک آیات قرآن شریف سے اچھی طرح واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا"۔ اور اس کے ساتھ ہی ماتحت عدالت کو یہ ہدایت دیدی جائے۔ کہ بروئے شرع شریف فیصلہ کیا جائے۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ ماتحت عدالت دربار معلیٰ کی اس رائے اور اس ہدایت پر عدل و انصاف کی مقتضیات کو ترجیح دے سکے۔ اور مدعا علیہ سے غیر جانبدارانہ سلوک کر سکے۔

برٹش حکام توجہ فرمائیں

ایسی حالت میں برٹش حکام کا فرض ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں دخل دیں۔ اور دربار معلیٰ کی بے جا مداخلت کو کالعدم قرار دیں۔ اس بات کی ضرورت اس وجہ سے اور بھی زیادہ پیدا ہو گئی ہے۔ کہ وہ ماتحت عدالت جس میں "دربار معلیٰ" نے اس مقدمہ کو واپس بھیجا ہے۔ اس نے مدعا علیہ کے متعلق نہایت افسوسناک رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ جیسا کہ حسب ذیل روئداد سے ظاہر ہے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا رویہ

۲۱- جون ۱۹۳۲ء کو ڈسٹرکٹ جج بہاول پور کی عدالت میں ایسی پیشی ہوئی۔ عدالت نے شیخ الجامعہ کو وہی کچھ دہرانے کے لئے بلایا۔ جو اس نے "دربار معلیٰ" میں کہا تھا۔ اور دو سو کے قریب اس کے ہم خیالوں کو عدالت میں جگہ دیدی گئی لیکن احمدیوں میں سے سوائے مدعا علیہ کے باوجود درخواست کرنے کے اور کسی احمدی کو اندر نہ آنے دیا گیا۔ شیخ الجامعہ نے متواتر تین گھنٹے بیان جاری رکھا۔ بیان کیا تھا۔ بانیٔ جماعت احمدیہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ تھی۔ جھوٹے الزامات اور کذب و افترا کا مجموعہ تھا۔ مگر جج صاحب ہر بات کے ساتھ ہر بات کی تائید کرتے جاتے اور شیخ الجامعہ جو بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر کے پیش کرتا۔ اس کے متعلق کہدیتے۔ واقعی یہ صریح کفر ہے۔ ایک دفعہ جج صاحب نے مدعا علیہ سے یہ بھی کہا۔ کہ شیخ الجامعہ کی طرف مونہہ کر کے کھڑا ہو۔ یا باہر نکل جا۔ نیز یہ کہ تجھے ان باتوں کو ماننا پڑے گا۔ جو شیخ الجامعہ نے بیان کی ہیں۔ جب مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا۔ تو کہدیا۔ یہ باتیں صحیح ہیں۔ اور تجھے ماننی پڑیں گی۔ بالآخر شیخ الجامعہ کے طول طویل بیان کی نقل لے کر جرح کرنے کی ہدایت کی۔ نقل لینے پر چونکہ تیس کے قریب روپے کا خرچ پڑتا تھا۔ اس لئے مدعا علیہ نے اپنی غربت کا عذر پیش کیا۔ اس پر کہدیا گیا۔ پھر مقدمہ کا فیصلہ تمہارے خلاف کر دیا جائے گا۔

عدالت کا یہ رویہ دیکھ کر مدعا علیہ نے انتقال مقدمہ کی درخواست دے دی۔ جو رکھ لی گئی۔ اور کہدیا گیا۔ جو کچھ کرنا ہو۔ کر لو۔ اور ۱۴- جولائی کی تاریخ پیشی مقرر کی گئی۔ اجلاس کے اختتام پر جج صاحب نے پھر کہا۔ کہ کل آکر نقل کی درخواست دیدو اور ۱۴- جولائی ۱۹۳۲ء کو جرح پیش کرو۔ کوئی زیادہ موقعہ نہ دیا جائے گا۔ قادیان سے دو مولویوں کو شہادت کے لئے خود منگالو۔ لیکن تمہارے علماء کو شیخ الجامعہ کے بیان پر جرح کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اس کے بعد مدعا علیہ کو باہر نکل جانے کا حکم دے دیا گیا۔

احمدیوں کے خلاف عوام میں اشتعال

ایک بے کس و بے بس احمدی کے خلاف چھوٹی بڑی عدالتوں کے اس رویہ کا فوری نتیجہ تو یہ نکل رہا ہے۔ کہ احمدیوں کے خلاف عوام الناس میں سخت جوش پھیل گیا ہے۔ اور وہ انہیں ہر طرح دکھ اور تکالیف پہونچا رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ جج صاحب کی عدالت سے جو ہجوم باہر نکلا۔ اس نے مدعا علیہ اور اس کے ایک دو ساتھیوں کو دق کرنا اور چڑانا شروع کر دیا۔ اور ایک شخص نے تو ایک احمدی کو اس زور سے تھپڑ مارا۔ کہ اس کی پگڑی اتر کر دور جا پڑی۔ اس کے ساتھ ہی سخت بدزبانی کی۔ شیخ الجامعہ صاحب بھی اپنے وعظوں اور خطبوں میں عوام کو اشتعال دلاتے رہتے ہیں۔ اس طرح گویا احمدیوں کے لئے سخت خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔

بے امنی کی بنیاد

یہ تو ناممکن ہے۔ کہ جبر و تشدد سے احمدیوں کو اپنے عقائد سے منحرف کر سکیں۔ لیکن اس طرح ریاست میں بدامنی کی بنیاد ضرور رکھی جا رہی ہے۔ اور ایسے وقت میں جبکہ نہ صرف سیاسی لحاظ سے برطانوی ہند کے مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ بلکہ ریاستوں کے لئے اور خاص کر مسلمان ریاستوں کے لئے نہایت نازک وقت ہے۔ اور اس وقت مسلمانوں کو پوری طرح متحد رہنے کی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ ریاست بہاولپور میں اس قسم کا فتنہ پیدا کرنا نہایت ہی افسوسناک ہے۔

ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب نواب صاحب بہادر آجکل اپنی ریاست میں موجود نہیں ہیں۔ ایسی حالت میں وزراء کی اور ان حکام کی ذمہ واری جو رعایا میں عدل و انصاف کرنے کے لئے مقرر ہیں اور بھی زیادہ نازک ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جانبداری کے جذبات سے الگ ہو کر اور شرع شریف کی بنیاد احمدیت کے مسلمہ مخالف مولویوں پر نہ رکھتے ہوئے اپنے مظلوم و بیکس اور [illegible] رعایا کی [illegible] ریاست کی [illegible]

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک خطبہ جمعہ اور آریہ سماجی اخبارات

جماعت احمدیہ کی زندگی اور آریہ سماج کی موت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علیم وخبیر خدا سے خبر پاکر بہت عرصہ قبل نہایت زور کے ساتھ اعلان فرما دیا تھا۔ کہ آریہ سماج بہت جلد مردہ ہو جائے گی۔ اور تم میں سے کئی لوگ اس کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ یوں بھی اپنے لئے موت کون پسند کرتا ہے۔ اور ہر ممکن کوشش اس سے بچنے کے لئے کرتا ہے۔ لیکن جس موت سے اسلام کی صداقت اور ویدک دھرم کی بطالت ظاہر ہوتی ہو۔ جس موت سے اسلام کے پہلوان کا ویدک دھرمیوں پر غلبہ ثابت ہو۔ جس موت سے اس انسان کی صداقت کا ثبوت ملتا ہو۔ جس کی وجہ سے لیکھرام کے متعلق آریہ صاحبان شکست فاش کھا چکے ہیں۔ اس سے بچنے کے لئے یا اس پر پردہ ڈالنے کے لئے جسقدر کوشش کی جا سکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کی طرف سے جو بات مقدر ہو چکی ہو۔ اور جسکا اعلان وہ اپنے ایک نبی کے مونہہ سے کرا چکا ہو۔ اسے کون روک سکتا ہے۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ جسطرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ یعنی آریہ سماج پر موت واقعہ ہو گئی۔ اور اس کے متعلق دوست و دشمن اور اپنے بیگانے سب نے یکزبان ہو کر شہادت دیدی ؛

آریوں کی بے بسی

بہت سے آریہ سماجی لیڈروں اور ذمہ وار شخصیتوں کے کئی بیانات ہم مختلف اوقات میں بطور شہادت پیش کر چکے ہیں۔ جن میں انہوں نے نہایت صفائی کے ساتھ اس امر کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ آریہ سماج موت کے گھاٹ اتر چکی ہے۔ چونکہ خود سماجی لیڈروں کی تحریرات کی بناء پر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرتے آئے ہیں۔ اس لئے آریوں کو اس کی تردید میں تو کچھ لکھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ البتہ مختلف طریقوں سے وہ ہمارے خلاف دل کا بخار نکالتے رہتے ہیں۔ اور حال ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ایک خطبہ جمعہ کی بناء پر قریباً تمام آریہ اخبارات نے بے حد شور مچایا ہے ؛

امام جماعت کا فرض

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ مئی کو ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جسمیں بعض مقامی لڑکوں کی معیوب حرکات کی اصلاح کرنے کے لئے والدین اور دوسرے لوگوں کو متوجہ کیا اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کو بھی تنبیہہ فرمائی۔ جو لڑکوں کی اصلاح کا غلط طریق اختیار کر کے انہیں زیادہ بگاڑنے کا موجب ہوتے ہیں ؛

ایک ایسا انسان جو اپنی جماعت کے ہر چھوٹے بڑے فرد کی روحانی اور جسمانی دینی اور دنیوی اصلاح کا ذمہ دار ہے۔ جسکی جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے نہ صرف نئی پود کے بڑھنے سے بلکہ نئے لوگوں کے شامل ہونے سے روز بروز سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اس کی طرف سے اپنی جماعت کے نوعمر بچوں اور تربیت کے محتاج لوگوں کو ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر متنبہ کرنا۔ اور انہیں اصلاح کا صحیح طریق بتانا کسی صاحب عقل وہوش انسان کیلئے نہ تو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اس کی جماعت خراب ہو چکی ہے۔ اور نہ ہی کسی لحاظ سے قابل اعتراض امر ہے۔ بلکہ اس کا سب سے ضروری فرض ہے۔ لیکن آریوں کو اس سے کیا۔ انہیں تو اعتراض کرنے سے غرض ہے۔ خواہ اعتراض کیسا ہی غیر معقول کیوں نہ ہو۔ اس وجہ سے انہوں نے اعتراض کرنے شروع کر دیئے ؛

اس خطبہ کا شائع ہونا تھا۔ کہ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا اور آریہ اخبارات کو بھی لب کشائی کا موقعہ ہاتھ آ گیا ؛

پرکاش کا مسلمہ اصل

خود آریہ اخبار "پرکاش" کو مسلم ہے۔ کہ قابل اصلاح لوگ ہر سوسائٹی میں پائے جاتے ہیں۔ اور جن سوسائٹیوں کو شخصیتوں کی نسبت ایمان زیادہ عزیز ہے وہ کمزوروں کی کمزوریاں پرائیویٹ اور حسب ضرورت پبلک طور پر ظاہر کر کے انہیں اصلاح کی طرف مائل کرتی ہیں"۔ لیکن باوجود اس کے اس نے "مرزائیوں کے اخلاق کی کہانی ان کے خلیفہ کی زبانی" عنوان رکھ کر اور پاٹھکوں کی دلچسپی کے لئے اس خطبہ کے چند اقتباس نقل کر کے ساری کی ساری جماعت کو ان الفاظ کا مصداق قرار دینے کی کوشش کی ہے جو بعض کے لئے کہے گئے۔ اور جن میں بعض لڑکوں اور چند دوسرے لوگوں کی اصلاح مدنظر تھی۔ آریوں کی دوسری پارٹی کے اخبار "آریہ گزٹ" نے بھی اسی غرض سے خطبہ کے اقتباسات نقل کئے ہیں۔ گو ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ اس کی ضرورت تو نہ تھی "کیونکہ مرزا صاحب نے احمدیوں کی اصلاح کے لئے انہیں سخت سست کہا۔ لیکن احمدیوں کے طرز عمل سے مجبور ہو کر یہ سطور حوالہ قلم کی ہیں"

گویا دونوں اخبار اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اصلاح کی غرض سے ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور "پرکاش" کے نزدیک تو یہ بات اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ ایسی سوسائٹی متعلقہ شخصیتوں کی نسبت ایمان کو زیادہ عزیز رکھتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے انہوں نے خطبہ کے اقتباسات بددیانتی کے ساتھ یہ ظاہر کرنے کے لئے پیش کئے۔ کہ ساری جماعت ایسی ہو چکی ہے۔ اور ایسی جماعت کو دوسروں کی اصلاح کا حق حاصل نہیں ہے کیوں؟ محض اس لئے کہ احمدی اخبارات آریہ سماج کے مردہ ہو جانے کا ثبوت آریہ اخباروں سے پیش کرتے رہتے ہیں ؛

پیش نظر خطبہ جمعہ اور آریہ اخبارات کی تحریروں میں فرق

حالانکہ آریہ اخبارات سے آریہ سماج کی موت کی شہادت کے طور پر جو کچھ پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں اور اس خطبہ کے مطالب میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ یہ خطبہ ایک ایسے انسان کی طرف سے ہے جسے لاکھوں کی تعداد رکھنے والی جماعت اور بالفاظ آریہ اخبار "ملاپ" مسلمانوں میں سے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ جماعت اپنا روحانی پیشوا سمجھتی۔ روحانیت میں ساری دنیا سے بلند وبالا درجہ پر یقین کرتی۔ اور جس کی ہدایات کی پابندی اپنے لئے دینی اور دنیوی کامیابی کا ذریعہ یقین کرتی ہے۔ ایسا انسان روحانیت اور اخلاق کے جس بلند وبالا مقام پر فائز ہے۔ اس کے لحاظ سے اگر اپنے پیرووں کی کوتاہیوں پر تنبیہ کرے۔ تو اس کا حق ہے۔ کیونکہ وہ خود ایسے بلند مقام پر ہے۔ کہ دوسروں کی کمزوریوں کو بڑی سختی سے محسوس کرتا۔ اور ان کی اصلاح کے لئے بے حد درد رکھتا ہے۔ ایسے انسان کی تحریر وتقریر کی بالکل الگ صورت ہے۔ اور عام انسانوں کے بیانات کی بالکل الگ ؛

دوسرے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ کے الفاظ کے مخاطب صرف چند لڑکے اور چند اشخاص ہیں نہ کہ ساری جماعت۔ لیکن آریہ اخبارات میں آریہ سماج کے مردہ ہونے کے متعلق جو کچھ چھپتا ہے۔ وہ عام آریوں کے متعلق ہوتا ہے۔ اور بعض لوگوں کو مستثنےٰ کر کے سب کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ ان کے دل میں رشی دیانند کی کوئی قدر و وقعت نہیں رہی۔ ان کے مقرر کردہ اصولوں کی کوئی پرواہ نہیں رکھی جاتی ؛

تیسرے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ میں چند اخلاقی امور کے متعلق تنبیہ فرمائی ہے۔ اور چونکہ اخلاقی امور بھی اسلام کا ہی حصہ ہیں۔ اس لئے اس بارے میں عدم توجہی پر سرزنش کی ہے۔ لیکن آریہ اخبارات میں آریہ سماج اور بانی آریہ سماج کی تعلیم اور اصول کو کلیتہً نظر انداز کر دینے اور ان کے خلاف عمل پیرا ہونے کا رونا رویا جاتا ہے ؛

یہ وہ چند موٹے موٹے فرق ہیں۔ جو اس خطبہ اور آریہ اخبارات کی ان تحریروں میں پائے جاتے ہیں۔ جنہیں آریہ سماج کے مردہ ہونے کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبہ کا خلاصہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں کہیں بھی اپنی جماعت کو بحیثیت مجموعی احمدیت یا بانیٔ سلسلہ کی صحیح سپرٹ سے دور ہو جانے یا اس کے خلاف چلنے والی قرار نہیں دیا۔ اس میں کہیں یہ ذکر نہیں۔ کہ ہماری جماعت کے افراد نور ایمان سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ یا دہریت اور مادہ پرستی کی رو میں بہتے چلے جا رہے ہیں۔ اس میں اس بات کا کوئی شکوہ نہیں کہ سلسلہ احمدیہ (نعوذ باللہ) مٹ رہا ہے۔ اور یہ پھول بن کھلے ہی مرجھا رہا ہے۔ یا جماعت بحیثیت مجموعی روحانی تنزل کر رہی ہے بلکہ صرف چند لڑکوں اور ان کے کوتاہ فہم والدین اور چند اشخاص کے غلط طریق اصلاح پر تنبیہ کی گئی ہے!

آریہ سماج کے بیانات

لیکن اس کے مقابلہ میں آریہ پریس کے جو بیانات ہم پیش کرتے رہتے ہیں۔ ان کی نوعیت بالکل جداگانہ ہے۔ وہ انتہائی مایوسی کا مظہر ہیں۔ ان میں صاف الفاظ میں آریہ سماج کی موت کا اعتراف کیا گیا ہے۔ نوجوانوں کا اسے ترک کر دینا اور سرکردہ لیڈروں کا اس کے اصول کے خلاف چلنا مذکور ہے اور چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بات قبل از وقت اور اس وقت جب آریہ سماج کا بہت زور شور تھا فرمائی تھی۔ جو اب حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ اس لئے اس کا بیان کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔

اگرچہ آریہ اخبارات کی اس قسم کی تحریرات اس قدر تواتر اور تفصیل کے ساتھ پیش ہو چکی ہیں۔ کہ اب مزید تکرار کی چنداں ضرورت نہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ ممکن ہے۔ آریہ سماجی پبلک اور پریس کو پھر ایک بار انہیں یکجائی صورت میں دیکھ کر ان میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبہ میں امتیاز کرنے میں آسانی پیدا ہو سکے۔ ان میں کے بعض حصے نہایت اختصار کے ساتھ درج کئے دیتے ہیں ؛

سماج سے نوجوانوں کی علیحدگی

آریہ ویر ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء لکھتا ہے:۔

"آج آریہ جاتی کے سنکٹ کا سمے ہے۔ اس کے نوجوان دن بدن دھرم سے بے توجہ ہوتے جا رہے ہیں ... دھرم کی باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ... برہمچریہ کی عظمت بھلا بیٹھے ہیں۔ دھرم کے نام سے ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ ساہتیہ کے پڑھنے کا شوق نہیں رہا"

ویدک دھرم کا سرت سوکھ رہا ہے

آریہ گزٹ ۲۳ نومبر ۱۹۲۹ء لکھتا ہے:۔

ویدک دھرم آریوں کا پرچارک دھرم نہیں بنا۔۔۔ ویدک دھرم کا سروت سوکھ رہا ہے۔ بڑے بڑے آریہ سماجیوں کی اولاد آریہ سماج سے کوسوں دور ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مبلغ دوسرے دھرموں کو پرچار کرنے کے لئے چاہئیں۔ مگر ہمیں آریوں کو آریہ بنائے رکھنے کے لئے بھی اپدیشکوں کی ضرورت ہے"

آریہ سماج نیم مردہ ہو گئی

آریہ سماج کے نیتا اور مناظر مہاشہ چرنجی لال پریم فرماتے ہیں "مجھے چونکہ باہر سماجوں میں جانیکا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ اس لئے ان کی اوستھا کو دیکھ کر سخت رنج اور قلق ہوتا ہے۔ کئی سماجوں پر تالے لگ چکے ہیں۔ کئی نیم مردہ حالت میں سسک رہی ہیں۔ آج آریہ سماجیوں کے ست سنگوں اور سالانہ جلسوں پر اکثر لیکچر ایسے ہوتے ہیں جنکا ویدک سدھانتوں سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔۔۔۔ آریہ سماج میں ایسے وکتی پیدا ہو رہے ہیں جن کو آریہ سماج کے سدھانتوں پر وشواش نہیں"

(آریہ ویر ۱۴ دسمبر ۱۹۳۱ء)

"آئندہ نسل کا پریم آریہ سماج کے ساتھ بالکل نہیں"

(مہاتما ہنسراج آریہ ویر ۱۴ دسمبر ۱۹۳۰ء)

آریہ سماج کا پھول بن کھلے مرجھا گیا

سوامی سردانند صاحب کا ارشاد ہے "افسوس ہے۔ تو یہ کہ آریہ سماج کا پھول بن کھلے مرجھا رہا ہے ... ہم رشی دیانند کے سدھانتوں کے درود جانے کو ہی بڑاپن سمجھتے ہیں۔ یہ ہے رشی دیانند پر ہمارا وار"

لالہ دیوی چند صاحب پرنسپل جالندھر کہتے ہیں "آریہ سماج کے دردوالوں کو اس مشن کی صداقت پر شک ہو گیا ہے"

نوجوان دہریت کی رو میں

"نوجوان دھرم سے بے تعلق ہو کر ناستک ہو رہے ہیں۔ نوجوان ناستکتا کی طرف دوڑے جا رہے ہیں"

مایوس کن حالت

مہتہ جیمنی داس جی جو غیر مذاہب کے مقابلہ میں ویدک دھرم کی خواہ مخواہ وکالت کے عادی ہیں لکھتے ہیں "میں نے کراچی سے لیکر کلکتہ تک اور اجمیر سے لیکر بھرت پور تک مختلف شہروں میں بھرمن کر کے پرچار کیا اور میں نے آریہ سماجی کی اوستھا سے سنتشٹ ہو کر نہیں۔ بلکہ بہت مایوس ہو کر جا رہا ہوں۔ میں نے جو کچھ مشاہدات اور تجربات بھارت کی سماجوں میں حاصل کئے۔ ان کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ آریہ سماج بعض باتوں میں پچاس برس کے عرصہ میں ہی سوامی جی کے اوپدیش کو دور چھوڑنے لگا ہے"

آریہ اخبار گورو گھنٹال ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء لکھتا ہے "اس وقت آریہ سماج کے لوگ ٹکے کو دھرم ماننے ہیں"

ہم کس قسم کی تحریروں پر گرفت کرتے ہیں

اس موضوع پر آریہ سماجی لیڈروں اور اخبارات کے اس قدر بیانات ہیں۔ کہ انہیں جمع کرنے کے لئے ایک ضخیم جلد کی ضرورت ہے۔ اس لئے انہی چند ایک پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ان کے مطالعہ سے آریہ اخبارات کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہم آریہ پریس کی وہ تحریریں جو وہ آریوں کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے شائع کرتا ہے۔ نقل کر کے انہیں آریہ سماج کے مردہ ہونے کے ثبوت میں پیش نہیں کرتے۔ بلکہ صرف وہ تحریریں پیش کرتے ہیں جنمیں آریہ سماجی لیڈر اپنے مونہہ سے اپنی مذہبی موت کا اعتراف کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں

احمدیت کی زندگی پر آریوں کی شہادت

احمدیت کی زندگی کے متعلق آریہ اخبارات کی مغالطہ دہی کے لئے ہم انہی میں سے چند ایک کی شہادات پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ احمدیت کی زندگی اس قدر نمایاں اور ایسی محسوس ہونے والی ہے۔ کہ آریہ بھی اس کے اعتراف پر مجبور ہیں۔ اور ان شہادات کی موجودگی میں کسی کا "انجام احمدیت" کے خواب دیکھنا محض پریشانی دماغ کا نتیجہ ہے۔

آریہ ویر کی رائے

آریہ ویر رشی بودھ نمبر مارچ ۱۹۳۲ء لکھتا ہے۔ "قادیان سے درجنوں اخبارات نکالے جاتے ہیں۔ ملان میں ہمارے سدھانتوں کیخلاف ہمیشہ مضامین چھپتے ہیں۔ چھوٹی بڑی سینکڑوں کتب ہمارے سدھانتوں کے خلاف شائع کی جا چکی ہیں۔ ایک مولویوں کا گروہ نئے سے نئے سوالات گھڑنے اور ہمارے سوالوں کے جواب تیار کرنے کے لئے مقرر ہے۔ جو سوالات و جوابات ان کو سوجھتے ہیں۔ وہ مبلغ لوگوں کے پاس بھیج دیئے جاتے ہیں۔ تا وہ اپنے وعظوں میں پرچار کریں"

مہاشہ چرنجی لال پریم کی رائے

مہاشہ چرنجی لال پریم لکھتے ہیں "قادیانیوں کی طرف سے ایک درجن کے قریب اخبار اور رسالے نکل رہے ہیں۔ جنمیں آئے دن ویدک دھرم بھگوان دیانند اور آریہ سماج پر سخت سے سخت حملے کئے جاتے ہیں مرزائی لوگ ہمارے گرنتھوں کی کھوج میں لگے رہتے ہیں۔ ان کے سرکردہ علماء محض اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ وہ دیگر مذاہب خصوصاً آریہ سماج کی مسلمہ کتب کا مطالعہ کریں۔ اور ان پر جو سخت سے سخت اعتراض کر سکتے ہیں۔ انہیں تیار کریں۔ یہ چند کام میں نے محض مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کے افراد بھی اپنے طور پر اپنے مطالعہ کو وسیع کرنے اور اپنے کو دین کی تبلیغ کے لئے بہتر سے بہتر بنانے میں مصروف رہتے ہیں (آریہ ویر ۱۳ ستمبر)

ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک شہادتیں ہیں۔ لیکن عقل سے کام لینے والوں کے لئے یہی کافی ہیں۔ اس لئے انہی پر اکتفا کی جاتی ہے ایڈیٹر

تاریخ اسلام

جنگِ بصریٰ

ابو عبیدہ کا خط

معرکۂ فلسطین میں مسلمانوں کی کامرانی کی خبر جب حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالار لشکر اسلام کو پہنچی۔ تو آپ نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ حضرت سعید کے والد خالد بن سعید نے اپنے فرزند کی شہادت کی خبر سنی۔ تو آپ سے اجازت طلب کی۔ کہ جاکر اس کی قبر دیکھ آئے۔ آپ نے اجازت دیدی۔ اور انہی کے ہاتھ حضرت عمرو بن العاصؓ کے نام ایک خط ارسال فرمایا۔ جس میں لکھا کہ تا حکم ثانی وہیں ٹھہرے رہیں:

رومیوں کے سامان رسد پر کامیاب چھاپہ

خالد بن سعید جب حضرت عمرو بن العاص کے پاس پہنچے۔ اور اپنے شجاع و نامدار فرزند کی قبر پر فاتحہ خوانی سے فارغ ہوئے۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ اگر میرے ہمراہ چند سوار کر دیئے جائیں۔ تو میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ شاید اس طرح اپنے بیٹے کو جلد مل سکوں۔ آپ نے توقف کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے اکیلے ہی جانے کا عزم کیا۔ اس پر قوم حمیر کے سو سوار ان کے ہمراہ کر دیئے گئے۔ ابھی تھوڑی ہی فاصلہ پر گئے تھے۔ کہ ایک ٹیلے پر چار آدمی بیٹھے نظر آئے انہیں جب گرفتار کیا گیا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ شاہ ہرقل اجنادین کے مقام پر ایک زبردست فوج اکٹھی کر رہا ہے۔ اور قریبی وزہ میں اس کے لئے سامان رسد جمع کیا جا رہا ہے۔ اور لوگوں کے گھروں میں جو کچھ ہو۔ لوٹ لیا جاتا ہے حضرت خالد بن سعید نے ان سے کہا۔ کہ اگر ہمیں تم اس درہ تک پہنچا دو۔ تو تمہاری جان بخشی کی جائیگی۔ وہ فوراً ان کو اس مقام تک لے گئے۔ اور ان کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ چھ سو مسلح جوان رسد کی حفاظت پر مامور ہیں حضرت خالد نے اپنے ساتھیوں کو یکبارگی حملہ کا حکم دیدیا۔ رومیوں نے بھی جم کر مقابلہ کیا۔ لیکن ان کا افسر خالد بن سعید کی تلوار کا شکار ہو گیا۔ اور تین سو بیس ساتھی بھی مارے گئے۔ آخر کار انہیں بھاگنا پڑا۔ اور مسلمان مظفر و منصور تمام جمع شدہ سامان رسد لے کر واپس اپنی لشکر گاہ میں پہنچ گئے۔

خالد بن ولید بحیثیت سپہ سالار

حضرت عمرو بن العاص نے یہ تمام حالات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحریر کر کے ارسال کر دیئے۔ اور رومیوں کی جنگی تیاریوں سے آگاہ کر دیا۔ چونکہ روز بروز رومیوں سے زیادہ شدید مقابلہ کا احتمال پیدا ہو رہا تھا۔ اور اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ اس قدر نرم دل واقع ہوئے تھے۔ کہ ان کی قیادت میں جو مجاہدین سرحد شام پر بھیجے گئے وہ ابھی وہیں کے وہیں پڑے تھے۔ اس لئے حالات کی نزاکت کو محسوس کر کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کے مشورہ سے حضرت خالد بن ولید کو لشکر اسلام کا سپہ سالار بنانے کا فیصلہ فرمایا۔ اور انہیں لکھا گیا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ حضرت ابو عبیدہ کے پاس پہنچکر ان سے چارج لے لیں۔ اور رومیوں کا مقابلہ کریں

شرحبیل بن حسنہ کی بصریٰ پر چڑھائی

حضرت ابو عبیدہ اگرچہ اپنے ہمراہیوں کو لئے سرحد شام پر ہی پڑے تھے۔ اور اس خیال سے کہ کثیر التعداد رومی فوج سے چند ہزار مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ آگے بڑھنے میں متامل تھے لیکن پھر بھی ایک مہم شرحبیل بن حسنہ کے ماتحت شہر بصریٰ کی طرف روانہ کی تھی۔ یہ شہر سرحد شام پر دمشق کے جنوب میں حوران کے قریب واقع تھا۔ عراق کی مشہور بندرگاہ بصرہ جو خلیج فارس کے کنارے پر آباد ہے۔ یہ شہر مسلمانوں کا آباد کردہ ہے۔ یہاں اس کا ذکر نہیں:

حاکم بصریٰ کی مصالحانہ سعی

بہر حال حاکم بصریٰ حضرت شرحبیل سے ملنے آیا۔ اور کہا۔ کہ مسلمانوں کی بہادری اور حسن سلوک کا مجھ پر بہت اثر ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ صلح ہو جائے۔ اپنی قوم کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر وہ نہ مانے تو آپ کو اطلاع دے دوں گا۔ اس نے جاکر اپنی قوم کو بہت سمجھایا لیکن اس پر بزدلی کا الزام لگایا گیا۔ اور سخت مخالفت کی گئی۔ اس لئے چار و ناچار اسے میدان میں آنا پڑا۔

حضرت خالد بن ولید کی آمد

اگلے روز میدان کارزار گرم ہوا۔ بارہ ہزار رومی بصریٰ سے نکلکر یکبارگی چار ہزار مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ لیکن مسلمانوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ عین اسوقت جبکہ رومیوں نے اسے گھیر رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولید حضرت ابو عبیدہؓ کے کیمپ کی طرف چارج لینے کے لئے جاتے ہوئے آنکلے۔ جب رومیوں نے دیکھا۔ کہ مسلمانوں کی کمک آ گئی ہے۔ تو لڑائی کو موقوف کر دیا۔

حاکم بصریٰ کا عزل

اگلے روز حضرت خالد بن ولید نے لشکر کو آراستہ کیا۔ تو اہل بصریٰ میں سے ایک زرہ پوش باہر آیا۔ اور اسلامی سپہ سالار سے گفتگو کرنے کی خواہش کی۔ جب حضرت خالد گفتگو کے لئے گئے۔ تو اس نے بتایا۔ کہ میں اس شہر کا حاکم روباس ہوں۔ مجھے اسلام سے رغبت ہے۔ اور اسے قبول کرنا چاہتا ہوں لیکن اہل بصریٰ سے ڈرتا ہوں۔ اگر یونہی انہیں صلح کی ترغیب دوں۔ تو وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ بہتر ہے۔ کہ آپ مجھ سے لڑائی کریں۔ تھوڑی دیر کے بعد میں بھاگ نکلوں گا اور اپنے ہمراہیوں کو یہ کہکر کہ ہم عربوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ میدان سے بھاگ گیا۔ اور اس نے اہل بصریٰ کو عربوں کی تیغ زنی سے مرعوب کر کے صلح پر آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن وہ نہ مانے اور آخر کار اسے معزول کر کے ایک اور شخص کو اپنا سردار مقرر کر کے سپہ سالار لشکر اسلام کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا۔

رومی سردار کا فرار اور سپاہ کی پسپائی

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اس کے مقابل پر نکلے۔ لیکن وہ بھی تھوڑے عرصہ کے بعد بھاگ گیا۔ اہل بصریٰ نے بھاگنے کی وجہ دریافت کی۔ تو اس نے کہا۔ میرا مقابل بہت زبردست تھا اور اگر میں مقابلہ کرتا۔ تو وہ یقیناً مجھے مار ڈالتا۔ اس لئے جان بچانے کے لئے میں نے فرار ضروری سمجھا۔ اب بہتر یہی ہے۔ کہ سب یکبارگی حملہ کر دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس پر شجاعان اسلام نے شمشیر زنی کے وہ جوہر دکھائے۔ کہ میدان دشمنوں کی لاشوں سے بھر گیا۔ اور جو بچے وہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ اور جاکر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ اسلامی لشکر مظفر و منصور قیام گاہ پر واپس آ گیا۔

روباس دائرہ اسلام میں

رات کے وقت روباس حاکم بصریٰ کسی پوشیدہ دروازہ سے نکل کر حضرت خالد بن ولید کے پاس پہنچا۔ اور کہا۔ کہ صدق دل سے میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ اور سب سے پہلی خدمت اسلام کی یہ کرتا ہوں کہ ایک سو چیدہ بہادر میرے ساتھ کر دو۔ ایک مخفی دروازہ سے میں انہیں قلعہ کے اندر پہنچا دوں گا۔ آپ باہر باقی لشکر کو تیار رکھیں یہ اندر جاکر جب دروازے کھولیں۔ تو باہر کے مسلمان اندر آ جائیں حضرت خالد بن ولید نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کی ماتحتی میں سو چیدہ بہادر روباس کے ساتھ بھیج دیئے۔ حضرت عبد الرحمٰنؓ کا مقابلہ ریحان سے ہوا جسے روباس کی جگہ اہل بصریٰ نے اپنا حاکم مقرر کیا تھا۔ ریحان نے بڑھ کر آپ پر نیزہ سے وار کیا جسے خالی دیکر آپ نے تلوار کا ایسا ہاتھ مارا۔ کہ اس کا سر کٹ کر دور جا پڑا۔ قلعہ کا دروازہ کھولدیا گیا۔ اور نعرہ ہائے تکبیر کے فلک شگاف نعروں کے درمیان مجاہدین اسلام قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اہل قلعہ نے امان کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی

روباس کی صاف بیانی

اگلے روز جب اہل بصریٰ حضرت خالد بن ولید کے پاس معاہدہ کی شرائط طے کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ تو دریافت کیا۔ کہ ہمارے کس شخص نے آپ کو قلعہ میں داخل کیا۔ آپ تو خاموش رہے۔ لیکن روباس نے خود ہی کہا۔ کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا۔ کیا تو ہمارے دین کو ترک کر چکا ہے۔ روباس نے جواب دیا۔ ہاں میں نے ظلمت کو ترک کر کے نور اختیار کر لیا ہے۔ اور گمراہی چھوڑ کر ہدایت پالی ہے۔ اور میری وجہ سے ہی تم کو مسلمانوں نے امان دیدی ہے۔ ورنہ اگر آئین جنگ کے مطابق تم سے سلوک کیا جاتا۔ تو تم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچتا غرضیکہ اس طرح بصریٰ کی مہم سر ہوئی۔ جو ہرقل کے علاقہ شام کی سرحد پر

تحقیق الادیان

کیا یسوع مسیح نے مردے زندہ کئے

الوہیت مسیح کے ثبوت میں عیسائیت کے علمبردار ایک یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ چونکہ یسوع مسیح نے مردے زندہ کئے۔ اور یہ انسانی کام نہیں بلکہ خاصہ الوہیت ہے اس لئے ثابت ہوا کہ آپ خدا ہیں اس دلیل کا کئی طریق پر ابطال کیا جاسکتا ہے۔ جن میں سے بعض درج ذیل ہیں

مردے زندہ نہیں ہوا کرتے

اول تو ہم کہتے ہیں بائیبل سے ہی ثابت ہے کہ جو شخص اس جہان سے گذر جائے وہ دوبارہ اس دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ چنانچہ بائیبل کے مندرجہ ذیل حوالجات اس امر پر شاہد ہیں۔

ایوب میں لکھا ہے

"جس طرح بدلی جاتی رہتی اور غائب ہو جاتی ہے اسی طرح جو گور میں اترا پھر اوپر نہ آویگا۔ وہ پھر اپنے گھر کو نہ پھریگا اور اس کا مکان اسے پھر نہ پہچانیگا" ($\frac{۷}{۹}$)

اوریاہ کی بیوی کا لڑکا مر گیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا

"اب تو وہ مر گیا۔ پس میں کس لئے روزہ رکھوں۔ کیا میں اسے پھر اپنے پاس لا سکتا ہوں۔ میں اس پاس جانے والا ہوں۔ پر وہ مجھ پاس آنے والا نہیں"

(سیموئیل ۲ $\frac{۱۲}{۲۳}$)

واعظ میں لکھا ہے

"زندے جانتے ہیں کہ ہم مریں گے پر مردے کچھ بھی نہیں جانتے اور ان کے لئے اور کچھ اجر نہیں۔ کیونکہ ان کی یادگار بھی جاتی رہتی۔ ان کی محبت بھی اور عداوت اور ان کا حسد اب موقوف ہوئے۔ اور تا ابد ان سب کاموں میں جو سورج کے نیچے کئے جاتے۔ وہ ہرگز شامل نہ ہونگے" ($\frac{۹}{۵}$)

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ بائیبل کے رو سے جو شخص ایک دفعہ فوت ہو جائے وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا۔ دریں صورت ہم کہہ سکتے ہیں کہ یسوع مسیح نے بھی کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ ورنہ بائیبل کے ان بیانات کو غلط قرار دینا پڑیگا

اور نبیوں کے معجزات

دوسرا امر یہ ہے کہ اگر بفرض محال اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ مردے زندہ ہو سکتے ہیں اور یہ کہ جس شخص کے ہاتھ سے ایسا معجزہ ظاہر ہوا اسے خدا ماننے کے سوا چارہ نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں پھر اس خصوصیت میں یسوع مسیح ہی منفرد نہیں بلکہ اور بہت سے انبیاء نے بھی ایسے معجزات دکھلائے۔ پس اگر اس معجزہ کی وجہ سے یسوع مسیح کو خدا کہا جاسکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ باقی انبیاء کیلئے یہ درجہ تجویز نہ کیا جائے۔

ایلیاہ کی دعا

حضرت ایلیاہ کے متعلق لکھا ہے

"گھر والی عورت کا بیٹا بیمار پڑا اور اس کی بیماری اس شدت کی ہوئی کہ اس میں دم باقی نہ رہا۔ تب اس نے ایلیاہ کو کہا اے مرد خدا تجھے مجھ سے کیا کام ہے۔ کیا تو اس واسطے مجھ پاس آیا کہ میرے گناہ یاد دلائے اور میرے بیٹے کو مار ڈالے۔ اس نے اس کے جواب میں کہا۔ اپنا بیٹا مجھ کو دے اور وہ اس کی گود سے لے کے اس کو بالاخانے پر جہاں وہ رہتا تھا چڑھا لے گیا اور اسے اپنے پلنگ پر لٹایا اور اس نے خداوند کو پکارا اور کہا اے خداوند میرے خدا کیا تو نے اس بیوہ پر بھی جس کے یہاں میں رہتا ہوں بلا بھیجی کہ اس کے بیٹے کو بے جان کیا۔ اور اس نے آپ کو تین بار اس لڑکے پر پسارا اور خداوند کو پکارا اور کہا اے خداوند میرے خدا اپنی عنایت سے ایسا کیجیو کہ اس لڑکے کی جان اس میں پھر آوے اور خداوند نے ایلیاہ کی دعا سنی اور لڑکے کی جان اس میں پھر آئی کہ وہ جی اٹھا" (۱ سلاطین $\frac{۱۷}{۱۸ تا ۲۲}$)

الیسع کا معجزہ

الیسع کے متعلق لکھا ہے

جب الیسع اس گھر میں پہنچا تو دیکھو وہ لڑکا مرا ہوا اس کے پلنگ پر پڑا تھا۔ سو وہ اندر گیا اور اپنے دونوں پیچھے دروازہ بند کر کے خداوند سے دعا مانگی اور چڑھ کے اس لڑکے سے لپٹا اور اس کے موہنہ پر اپنا موہنہ رکھا اور اس کی آنکھوں پر اپنی آنکھیں اور اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ اور اپنے تئیں لڑکے کے اوپر پسارا۔ تب اس لڑکے کا بدن گرم ہونے لگا پھر وہ اٹھا اور اس گھر میں ٹہلا اور پھر چڑھ کے اس لڑکے سے لپٹا اور وہ لڑکا سات بار چھینکا اور لڑکے نے اپنی آنکھیں کھولدیں۔"

(۲ سلاطین $\frac{۴}{۳۲ تا ۳۶}$)

حزقیل کا بیان

حضرت حزقیل ہزاروں سال کے مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"میں نے حکم کے بموجب نبوت کی اور ان میں روح آئی اور وہ جی اٹھے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے ایک نہایت بڑا لشکر" ($\frac{۳۷}{۱۰}$)

پطرس نے مردہ زندہ کیا

بائیبل کے ان انبیاء پر ہی منحصر نہیں بلکہ انجیل سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ پطرس نے بھی یہ معجزہ دکھایا چنانچہ لکھا ہے کہ ایک نیک عورت جس کا نام تبیتا تھا وفات پا گئی

"پطرس نے سب کو باہر کر دیا اور گھٹنے ٹیک کر دعا مانگی پھر لاش کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے تبیتا اٹھ۔ پس اس نے آنکھیں کھولدیں اور پطرس کو دیکھ کر اٹھ بیٹھی اس نے ہاتھ پکڑ کے اسے اٹھایا اور مقدسوں اور بیوہ عورتوں کو بلا کر اسے زندہ ان کے سپرد کر دیا یہ بات سارے یافا میں مشہور ہو گئی اور بہتیرے خداوند پر ایمان لے آئے۔" (اعمال $\frac{۹}{۴۰}$)

پس اگر مردوں کو زندہ کرنے کی وجہ سے یسوع مسیح خدا کہلا سکتے ہیں تو عیسائیوں کا فرض ہے وہ ایلیاہ الیسع حزقیل اور پطرس کو بھی خدا مانیں۔ مگر کیا وہ اس کے لئے تیار ہیں۔

یہودیوں کی مخالفت کیا بتاتی ہے

درحقیقت جیسا کہ بائیبل کے حوالجات سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ جو شخص ایک دفعہ مر جائے وہ دوبارہ دنیا میں زندہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس زندگی سے مراد جسمانی زندگی ہے۔ تو اس میں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں۔ پھر اگر حضرت مسیح اس قسم کے معجزات دکھایا کرتے تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہود ان کی صداقت کا اعتراف نہ کر لیتے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں

"بعض جاہل خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہزاروں بلکہ لاکھوں مردے زندہ کر ڈالے تھے یہاں تک کہ انجیلوں میں بھی یہ مبالغہ آمیز باتیں لکھی ہیں کہ ایک مرتبہ تمام گورستان جو ہزاروں برسوں کا چلا آتا تھا سب کا سب زندہ ہو گیا تھا اور تمام مردے زندہ ہو کر شہر میں آ گئے تھے۔ اب عقلمند قیاس کر سکتا ہے کہ باوجودیکہ کروڑہا انسان زندہ ہو کر شہر میں آ گئے اور اپنے بیٹوں پوتوں کو آکر تمام قصے سنائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سچائی کی تصدیق کی۔ مگر پھر بھی یہودی ایمان نہ لائے۔ اس درجہ کی سنگدلی کو کون باور کریگا اور درحقیقت اگر ہزاروں مردے زندہ کرنا حضرت عیسیٰ کا پیشہ تھا۔ تو جیسا کہ عقل کے رو سے سمجھا جاتا ہے وہ تمام مردے بہرے اور گونگے تو نہیں ہونگے۔ اور جن لوگوں کو ایسے معجزات دکھلائے

جاتے تھے کوئی مردوں میں سے ان کا بھائی ہوگا اور کوئی باپ اور کوئی بیٹا اور کوئی ماں اور کوئی دادی اور کوئی دادا اور کوئی دوسرا قریبی اور عزیز رشتہ دار۔ اس لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لئے تو کافروں کو مومن بنانے کی ایک وسیع راہ کھل گئی تھی۔ کئی مُردے یہودیوں کے رشتہ دار ان کے ساتھ ساتھ پھرتے ہونگے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کئی شہروں میں ان کے لیکچر دلائے ہونگے۔ ایسے لیکچر نہایت پُر گہبار اور شوق انگیز ہوتے ہونگے جب ایک مردہ کھڑا ہو کر حاضرین کو سناتا ہوگا کہ اے حاضرین۔ آپ لوگوں میں سے بہت ایسے اس وقت موجود ہیں۔ جو مجھے شناخت کرتے ہیں جنہوں نے مجھے اپنے ہاتھ سے دفن کیا تھا۔ اب میں خدا کے مونہہ سے سن کر آیا ہوں۔ کہ عیسٰی مسیح سچا ہے اور اس نے مجھے زندہ کیا۔ تو عجیب لطف ہوتا ہوگا اور ظاہر ہے کہ ایسے مردوں کے لیکچروں سے یہودی قوم کے لوگوں کے دلوں پر بڑے بڑے اثر ہوتے ہونگے اور ہزاروں لاکھوں یہودی ایمان لاتے ہونگے۔ پر قرآن شریف اور انجیل سے ثابت ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو رد کر دیا تھا اور اصلاحِ مخلوق میں تمام نبیوں سے ان کا گرا ہوا نمبر تھا۔ اور تقریباً تمام یہودی ان کو ایک مکّار اور کاذب خیال کرتے تھے۔ اب عقلمند سوچے کہ کیا ایسے بزرگ اور خوق العادت معجزات کا یہی نتیجہ ہونا چاہیئے۔ (نصرۃ الحق صـ۳۶)

خلاصہ کلام

غرض ان وجوہات و بواعث کی بنا پر ہم دعوٰی سے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرف احیاءِ موتٰی کا اعجاز بایں معنی منسوب کرنا کہ آپ نے جسمانی مردے زندہ کئے۔ محض غلط ہے۔ اور آپ کی الوہیت کی اسے دلیل گردانا اس سے بھی بڑی غلط بیانی

مقابلہ میں بریاتم سنگھ۔ ایک نو آموز کو جو پرائیویٹ ٹریننگ حاصل کر کے آیا۔ اور جس کے متعلق سابقہ وزیر صاحب کے وقت میں سارجنٹ بھرتی کرنے سے انکار کیا جا چکا تھا۔ سب انسپکٹر لگایا گیا۔

(۶) سردار فضلداد خاں سینئیر تھانیدار کی موجودگی میں باہر کے ایک غیر ریاستی ہندو سردار گوردت سنگھ کو انسپکٹر لگایا گیا

(۷) سردار فضلداد خاں سینئیر و بابو شیر محمد و عبدالعزیز ٹرینڈ سب انسپکٹران کے مقابلہ میں جن میاں گوکل سنگھ صاحب کو انسپکٹر لگایا گیا ہے۔ یہ وہی مشہور شخص ہے۔ جس کی سری

مراسلات

چکوال میں عیسائیوں کا فرار

چکوال میں ۱۵ تا ۱۸ جون عیسائیوں کا جلسہ تھا جس میں انہوں نے ہر لیکچر کے بعد ایک ایک گھنٹہ سوال و جواب کے لئے مقرر کیا ہوا تھا ۱۵ کو پادری عبدالحق صاحب کی تقریر اصلیت بائیبل کے موضوع پر تھی ایک گھنٹہ تقریر کر چکنے کے بعد اعلان کیا گیا کہ اگر کسی نے کوئی سوال کرنا ہو۔ تو اپنا نام لکھ کر پیش کرے اس پر خاکسار نے اپنا نام لکھ کر بھیج دیا۔ مگر پادری سلطان محمد صاحب پال نے جو اس وقت پریزیڈنٹ جلسہ تھے رباوجود اعلان کرنے کے وقت دینے سے انکار کر دیا۔ دوسرے دن ہم پھر ان کے جلسہ میں گئے اور ملک عبدالرحمن صاحب خادم نے اپنا نام سوال و جواب کے لئے پیش کیا۔ مگر صاحب صدر نے صاف طور پر اعلان کر دیا۔ کہ ہم آپ لوگوں کو ہرگز وقت نہ دیں گے البتہ کوئی اور ہو تو اس کو وقت دیا جا سکتا ہے۔ اس وقت جلسہ کے صدر پادری عبدالحق صاحب تھے۔ ہم واپس آگئے اور اعلان کیا کہ فلاں مقام پر عیسائیوں کے بیان کردہ مضامین کے متعلق تقاریر کی جائیں گی۔ اور عیسائیوں کو اعتراضات کرنے کا کھلا موقع دیں گے۔ مگر عیسائیوں نے یہ نامعقول عذر پیش کر کے اپنی شکست کا اقرار کر لیا کہ ہم کبھی رات کو کسی کے جلسہ میں نہیں جاتے۔ مگر لطف یہ کہ انہی دنوں غیر احمدی صاحبان کا جلسہ بھی تھا اور تھا بھی رات کو۔ ان کے جلسہ میں پہنچ گئے اور ان سے وقت کا مطالبہ کیا بایں ہمہ ہم نے ان کے اس بیہودہ عذر کو توڑنے کی خاطر دن کو بھی اپنا جلسہ کیا اور رات کو بھی۔ اور ان کو تحریری طور پر دعوت بھیجی۔ کہ وہ آئیں۔ ان کو سوال و جواب کا موقع دیا جائیگا۔ مگر ان کو جرأت نہ ہوئی آخر ہم نے مباحثہ کے لئے کھلا چیلنج پیش کیا جس کو قبول نہ کرتے ہوئے انہوں نے اپنی طرف سے ایک تحریری مباحثہ کا چیلنج دیا جس کو فوراً قبول کر لیا گیا۔ لیکن جب میں شرائط کے تصفیہ کے لئے ان کے مکان پر گیا۔ تو ان کی طرف سے پہلی شرط یہ پیش کی گئی کہ ہم کو اختیار دیا جاوے کہ آپ کے مسائل سے ہم جو چاہیں منتخب کر لیں۔ میں نے کہا ہاں آپ کو اختیار ہے۔ چنانچہ انہوں نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون منتخب کیا۔ مگر جب میں نے کہا۔ آپ مجھے بھی اختیار دیجئے کہ میں بھی آپ کے مسائل میں سے جونسا مضمون چاہوں منتخب کر لوں تو کہنے لگے۔ آپ کو ہرگز اختیار نہیں ہے آپ کے لئے بھی ہم اپنی طرف سے مضمون مقرر کرینگے میں نے کہا کہ یہ کوئی انصاف نہیں اور نہ ہی کوئی عقلمند آپ کی اس بات کی تائید کر سکتا ہے مگر انہوں نے کھلے الفاظ میں انکار کر کے کسر صلیب کا ایک بار پھر مظاہرہ کر دیا۔ جب ہم نے دیکھا کہ وہ کسی طرح بھی مقابل پر نہیں آتے۔ تو ہم نے ایک دوسرا چیلنج دیدیا اور شہر کے در و دیوار پر چسپاں کر دیا کہ عیسائیوں میں اگر اپنی صلیب کا پاس ہے تو آئیں ہم سے جس مسئلہ پر چاہتے ہیں تحریری اور تقریری مباحثہ کریں مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ اس طرح خدا تعالٰی نے کامل فتح دی۔

خاکسار عبدالغفور مہتمم تبلیغ حلقہ راولپنڈی

پونچھ میں مسلمانوں کی حق تلفیاں

پونچھ میں مسلمانوں کے حقوق کو جس طرح پامال کیا جاتا ہے۔ وہ تو اظہر من الشمس ہے۔ لیکن محکمہ پولیس میں ان کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے اس پر اس وقت روشنی ڈالی جاتی ہے۔ تعجب ہے کہ اگر کوئی مسلمان ٹرینڈ ہوتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں غیر ٹرینڈ ہندو کو ترقی دی جاتی ہے اور جب کسی مسلمان سینئر کا موقعہ ترقی کا آتا ہے تو اس وقت ٹرینڈ ہندو ترقی حاصل کرنے کا مستحق سمجھا جاتا ہے اور محض ہندو نوازی کے لئے سٹیٹ سبجکٹ جیسے رائج الوقت قانون کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔

کیا واقعات مندرجہ ذیل سے مسلمانوں کی حق تلفی ثابت نہیں ہوتی

(۱) بابو شیر محمد و عبدالعزیز ٹرینڈ سب انسپکٹران کے مقابلہ میں روپ چند و میاں گوکل سنگھ و سنت رام ان ٹرینڈ کو ترقی دی گئی۔

(۲) منشی میر محمد خاں و منشی افراسیاب خاں سینئیر ہیں لیکن ان کی سینارٹی کو نظر انداز کر کے وزیر سنت رام ٹرینڈ کو ترجیح دی جاتی ہے۔

(۳) سنت رام اور خواجہ غلام محمد ایک ہی وقت میں ٹرینڈ ہوئے۔ لیکن سنت رام صاحب کو تو تھانیدار لگا دیا گیا اور خواجہ غلام محمد بدستور سارجنٹ ہے۔

(۴) سردار فضلداد خاں سینئیر تھانہ دار کی موجودگی میں میاں گوکل سنگھ جونیئر کو انسپکٹر بنایا گیا۔

(۵) خواجہ غلام محمد ٹرینڈ سارجنٹ جس کی قریباً بارہ سال سروس ہے اور جو سرکاری خرچ پر ٹرینڈ ہوا۔ اس کے

مسجد شاہزادہ داراشکوہ سری نگر کی رسم افتتاح

مسلمانانِ کشمیر کا عدیم النظیر اجتماع

۳۰ جون بتقریب افتتاح مسجد شہزادہ داراشکوہ رحمت اللہ علیہ مسلمانانِ کشمیر کا بے نظیر اجتماع ہوا۔ مسجد مذکور ڈیڑھ سو سال سے سکھ اور ڈوگرہ حکومت کے قبضہ میں چلی آتی تھی۔ موجودہ حکومت نے مسجد کی اصلی سنگین عمارت کو بارود خانہ بنا رکھا تھا پچھلے سال کی تحریک کشمیر میں منجملہ مسلم مطالبات کے ایک مطالبہ مذہبی آزادی کے سلسلہ میں ضبط شدہ مساجد کو واگزار کرنے کا تھا۔ حکومت کشمیر نے بہت لیت و لعل کے بعد مسجد نورجہاں بیگم۔ مسجد حضرت سید عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ۔ خانقاہ سوختہ اور مسجد ہذا کو واگزار کر دیا۔ ان مساجد کی حالت غیر مسلموں کی صد و پنجاہ سالہ چیرہ دستیوں کے باعث ناگفتہ بہ ہے۔ ان کے ساتھ جس قدر باغات زمینیں اور جاگیریں تھیں ان کا آج کہیں پتہ نہیں۔ ایک دن قبل شہر میں اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ ۳۰ جون کو مسجد کا افتتاح عمل میں آئے گا۔ اور نماز عصر وہاں ادا کی جائیگی لوگ دو بجے سے وہاں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ مسٹر غلام محمد صاحب ڈکٹیٹر نے نہایت عمدہ انتظام کر رکھا تھا۔ مسلم خواتین کے لئے ملحقہ باغ میں نہایت عمدہ انتظام تھا۔

جلسہ

ٹھیک چار بجے جلسہ شروع ہوا۔ شیر کشمیر شیخ محمد عبد اللہ صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ پرجوش نعروں کے درمیان مسجد میں رونق افروز ہوئے۔ مولانا میرک شاہ صاحب کی تحریک اور شیخ صاحب موصوف کی تائید سے خواجہ سعید الرحمٰن صاحب شال صدر جلسہ منتخب ہوئے۔

مسجد کے تاریخی حالات

پروفیسر محمد سعید صاحب مظفر آبادی نے مسجد کے تاریخی حالات بیان کئے۔ اور واضح کیا۔ کہ یہ مسجد اور اس کی ملحقہ عمارات جو کسی وقت دار العلوم تھا۔ سلطان داراشکوہ نے اپنے ذاتی خرچ پر اپنے استاد ملا محمد شاہ کے لئے ۱۰۵۷ھ ہجری سے شروع کر کے ۱۰۶۲ھ تک تعمیر کیں۔ مگر اب ان کے کھنڈرات دیدہ عبرت بین کو درس بصیرت دے رہے ہیں۔ ۱۲۳۴ ہجری میں جب سکھوں کا قبضہ کشمیر پر ہوا۔ تو انہوں نے اپنی فطرتی مجبوریوں کے پیش نظر اس مسجد اور دیگر درجنوں مساجد پر قبضہ کر کے ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اور یہ مساجد آج تک سکھوں کے بعد موجودہ حکومت کے قبضے میں رہی ہیں۔ جیسا کہ آپ لوگوں کی آنکھیں دیکھ چکی ہیں جن حالات میں اور جن کوششوں سے یہ آزاد ہوئی ہیں۔ ان کی یاد آپ کے دماغ میں تازہ ہے۔ انہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

مولانا میرک شاہ صاحب کی تقریر

اس کے بعد مولانا سید میرک شاہ صاحب نے تنظیم المسلمین پر وعظ فرماتے ہوئے فرمایا۔ کہ عرب سے بڑھ کر دنیا میں کوئی قوم منتشر نہیں تھی۔ مگر خدا تعالےٰ نے کلمہ توحید کی برکت سے اسے سب سے بڑی معزز اور غالب قوم بنا دیا۔ یہ سب کچھ نتیجہ تھا عمل کرنیکا خدا تعالےٰ نے قرآن پاک میں کامیابیوں اور ناکامیوں کی مثالیں اسی لئے بیان فرمائی ہیں۔ کہ سننے والے ان سے اپنے لئے راہ ہدایت تلاش کریں۔ مسلمانوں کی کامیابی خوف غیر اللہ کو دل سے نکالنے میں تھی۔ آج بھی یہی چیز کامیابی کی کنجی ہے۔ تنظیم کی جڑھ اور بنیادی پتھر ہے۔

مولوی عبد اللہ صاحب کی تقریر

اس کے مولوی عبد اللہ صاحب وکیل ہائی کورٹ نے اتحاد پر تقریر فرمائی۔ الا شیاء تعرف جاللہ کی تشریح فرماتے ہوئے بتایا۔ کہ وحدت اور اتحاد کا منبع ذات الٰہی ہے۔ اور افتراق کا منبع ابلیس خدائی تعلیم پر عمل کرنے کا نتیجہ اتحاد ہے۔ اور شیطان کی تقلید کا نتیجہ افتراق۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صرف یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کے جھگڑے مٹانے کے لئے نہیں آئے تھے۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کو متحد کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔

اس کے متعدد ریزولیوشن مختلف حضرات کی طرف سے پیش ہو کر متفقہ طور پر پاس ہوئے۔

آخری تقریریں

آخر میں صاحب صدر نے تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو متحد رہنے کی تلقین فرمائی۔ صاحب صدر کی آواز کو دوسری طرف تک پہنچانے کے لئے شیخ صاحب نے کھڑے ہو کر کہا۔ مسلمانو! ہم سپاہی ہیں۔ اور سپاہی کا فرض ہے۔ کہ اپنی جان قوم کے مفاد پر نچھاور کر دے۔ جان کے سوا ہمارے پاس اور ہی کیا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ نوجوان اپنی اس دولت کو متفق اور متحد رکھنے اور تمہاری عزت کو بلند کرنے کے لئے ہر وقت قربانی کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ تھوڑے سے اتفاق کا ثمرہ تم نے دیکھ لیا۔ اور مکمل اتحاد کرو گے۔ تو اس کے برکات سے پورے طور پر بہرہ ور ہو گے۔ جلسہ برخاست ہونے کے بعد مسجد کے وسیع صحن اور ملحقہ باغات میں مولانا میرک شاہ صاحب کی اقتدا میں نماز عصر ادا کی گئی۔ (صوداسراکیلی)

جاگیر پونچھ کی خبریں

سردار محمد اکرم خان کو معاوضہ

سردار محمد اکرم خان جن کی ۱۹۷۹ء بکرمی میں پنشن ضبط ہو چکی تھی۔ قریباً چھ ماہ سے متواتر شہر میں آئے ہوئے ہیں۔ اور مسلمانوں کی قسمتوں کا فیصلہ کرانے کے لئے بیٹھے ہیں۔ جاگیر پونچھ کی حکومت نے آپ کی ششماہی مساعی کی بے حد قدر کی۔ اور آپ کو سپیشل جج مقرر کر دیا۔ آپ انگریزی سے بالکل ناآشنا ہیں۔ مسلمانوں نے آپ کی تقرری کے خلاف نہایت پرزور طریقہ پر صدائے احتجاج بلند کی۔ مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ اور اب ایک ہفتہ ہوا ضبط شدہ پنشن بھی واگذار کر دی گئی ہے۔ کیا دربار جموں و کشمیر کا پبلسٹی بورڈ اس معاملہ پر روشنی ڈال سکتا ہے۔ کہ آیا سردار صاحب کی پنشن کی واگذاری اور تقرری دربار کے حکم سے ہوئی ہے۔

قومی کارکنوں کی گرفتاری اور جلاوطنی کی افواہ

انجمن اسلامیہ پونچھ کے سالانہ جلسہ پر راجہ صاحب جاگیر پونچھ نے جن قومی کارکنوں کے خلاف اظہار ناراضگی کیا۔ اور بہت جلد مواخذہ کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ان میں یہ اصحاب شامل ہیں۔ شیخ نبی بخش نظامی۔ خواجہ غلام احمد منشی دانشمند۔ شیخ غلام رسول۔ مسٹر حاجی محمد۔ مسٹر غلام احمد بٹ۔ اور میاں محمد عبد اللہ۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اول الذکر چار اصحاب کو تو جلاوطن کیا جائیگا اور موخر الذکر اصحاب کو گرفتار کر لیا جائیگا۔

جیل میں سختیاں

جیل میں قیدیوں کو سخت تکلیفیں دی جا رہی ہیں۔ ۲۰ جیٹھ ۱۹۸۹ء کو چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی جب اپنے موکل سزایاب اور زیر سماعت قیدیوں سے ملاقات کے واسطے جیل میں گئے تو دیکھا۔ کہ زیر سماعت قیدی بلائے نقیر محمد آف کوٹلہ علاقہ راجوری کو آہنی بیڑی کے علاوہ دونوں پاؤں میں لوہے کا ایک لمبا ڈنڈا بھی ڈالا ہوا ہے۔ صاحب موصوف کے احتجاج پر ڈنڈہ بیڑی اسی وقت کاٹ ڈالی گئی۔

انسداد پروپیگنڈا

افواہ سنا گیا ہے۔ کہ جاگیر پونچھ کی حکومت کے متعلق

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

اٹھرا کیا ہے؟

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطباء اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے سیدنا حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ اعظم شاہی طبیب کی ایجاد کردہ معمول اور ہزار ہا لوگوں کی مجرب و آزمودہ گولیاں گذشتہ نصف صدی سے زیر استعمال ہیں۔

محافظ اٹھرا گولیاں

اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ ان سے ہزار ہا اجڑے ہوئے گھر آباد۔ بے چراغ گھر روشن اور صدمہ خوردہ دکھی اور مایوس دل تسکین اور ڈھارس حاصل کر چکے ہیں۔ سالہا اکسیر صفت مقبول و تیر بہدف گولیوں کے استعمال سے بچہ خوبصورت۔ ذہین۔ تندرست۔ اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا عمر طبعی کو پہنچنے والا صحیح و سلامت پیدا ہوگا یہ گولیاں کیا ہیں قدرت خدا کا زندہ کرشمہ ہیں۔ آزمائش شرط ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ قیمت فی تولہ (عہ) مکمل خوراک (۱۱ تولہ) یکمشت منگوانیوالے سے ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک لیا جائیگا۔ استعمال شروع حمل سے آخیر رضاعت تک

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

فیض عام شربت فولاد

عورت کو اگر مرض اٹھرا ہسٹیریا۔ کمی و بیشی حیض کمزوری۔ پیلا پن۔ کمی بھوک کی شکایت ہے تو خیال فرمالیجئے کہ اس کے رحم میں نقص ہے۔ کیونکہ یہ تمام امراض خرابی رحم سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اور رحم کا نقص ہی عورت کی آرام دہ زندگی کو ایک تلخ اور تکلیف دہ زندگی بنا سکتا ہے۔ اس لئے آپ ہمارا تیار کردہ فیض عام شربت فولاد جو کہ رحم کی بیماریوں کیلئے اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ استعمال کرائیں انشاء اللہ بہترین مفید ثابت ہوگا۔

قیمت فی شیشی پچاس خوراک عہ روپے محصولڈاک ۱۱

افیون

اگر آپ افیون کی عادت سے نجات حاصل کرنا چاہیں۔ تو ہم سے جوابی خط کے ذریعہ دوا کی قیمت دریافت کریں نیز یہ بھی ساتھ بتلائیں۔ کہ کس قدر روزانہ استعمال کرتے ہیں۔ اور کتنے عرصہ سے۔

تیار کردہ: فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

احمدیوں کے واسطے خاص رعایت

بے روزگاری کا بہترین علاج

اگر آپ تھوڑے سرمایہ سے معقول نفع دینے والی تجارت کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم سے ولایتی۔ امریکن۔ جاپانی کٹ پیس و ٹکڑہ ہائے پارچہ (بزازی) کی گانٹھیں بمبئی کے تھوک نرخ پر منگوائیے۔ جن میں موسم گرما کی ضروریات کا پارچہ۔ جالی۔ امریکن پاپوس۔ وائل رنگین و سادہ۔ کریپ وغیرہ ہاتھوں ہاتھ بکنے والا ارزاں عام پسند نئے نئے ڈیزائن خوشنما و مضبوط پارچہ ہوگا۔ جو بزازوں کی دکانوں پر سے اس نرخ پر نہ ملیگا۔ پردہ نشین مستورات بھی اس نفع بخش تجارت سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ نمونہ کی گانٹھ مالیتی پچاس روپیہ معہ پیکنگ روپیہ ۱۲ ڈھائی صد روپیہ منگا کر آزمائش کریں ۱۲ اور ۱۲ کا کرایہ مال گاڑی ہم ادا کریں گے۔ تازہ تھوک لسٹ طلب کریں۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

ایس رفیق بھائی جنرل سپلائرز چیک کلی بمبئی

انگریزی گرامر سے گھبرا گئے ہو!

دیکھئے انگریزی کے پروفیسر جناب سیٹھی بی۔ ایم۔ اے ایل۔ ٹنکو مہندر مہا سبھا کالج امرت سر کیا فرماتے ہیں۔ گرامر کا مضمون سکولوں میں عام طور پر اچھی طرح سے نہیں پڑھایا جاتا لیکن اگر اس طریقہ سے پڑھا پڑھایا جائے جو کتاب جدید انگلش ٹیچر میں اختیار کیا گیا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی نہ ہو

محمد یونس صاحب صابر متعلم جماعت ہشتم اسلامیہ ہائی سکول پشاور:۔ میں جماعت میں گرامر میں بہت ہی کمزور تھا۔ جب سے آپ کی کتاب منگوا کر پڑھی ہے گرامر میں جتنی کمزوری تھی بالکل جاتی رہی۔ واقعی آپ کی کتاب کو ہیروں سے تول کر لیں۔ تب بھی اس کی قیمت واجبی نہ ہوگی۔

قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

اشتہار کے مطابق نہ ہو۔ تو قیمت واپس منگوالیں۔

پتہ

قمر برادرز (الف) شملہ

گولڈین واقعی مفید

گولیاں ہیں۔ میں نے خود استعمال کی ہیں۔ یحظا اور واقعی مفید مقوی گولیاں ہیں۔ ایک شیشی اور بھیجیں۔ حکیم غلام حسین شاہ از میانگوندل آپکی گولڈین گولیوں کو میں نے خود استعمال کر کے دیکھا ہے بہت مفید پایا۔ ایک شیشی اور بھیجدیں فضل محمد خاں راولپنڈی

احباب کرام آپ بھی استعمال کر کے تجربہ کریں قیمت ساڑھے پانچ روپیہ معہ محصولڈاک

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

جدید آبادی قادیان کے ہر ایک محلہ میں اچھے موقعہ کے اس وقت موجود ہیں۔ مثلاً دارالعلوم میں گرلز ہائی سکول کے قریب دارالبرکات میں سٹیشن کے قریب آبادی کے اندر۔ دارالفضل میں سٹیشن منڈی۔ ریلوے روڈ۔ نور ہسپتال اور مسجد محلہ کے قریب اور دارالرحمت میں آبادی کے اندر شہر کے قریب بطور یہ قطعات کی حیثیت اور محل وقوع موقعہ پر اور نقشہ آبادی قادیان پر دیکھ کر قیمت کا تصفیہ میری معرفت کیا جا سکتا ہے۔ محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل) قادیان

انیس عالم

کہتا ہے۔ جن کو صحت طاقت قوت زور اور نشہ زور بھی چاہیئے

انیس عالم

استعمال کریں۔ ارمان۔ پشیمانی و پریشانی ذوق اور شوق شادمانی سے بدل جائینگے دل میں امنگیں پیدا ہونگی۔ اس کے آگے سب مقویات ہیچ ہیں۔ ایک بار استعمال تو کیجئے بار بار خواہش کرینگے۔ قیمت عہ پتہ

انیس عالم بیری اکبرپور کانپور

ہندوستان اور غیر ممالک کی خبریں

آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس کے ملتوی کئے جانے کی وجہ سے مولانا شفیع داؤدی سکرٹری اور شاہ مسعود نائب سکرٹری مستعفی ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اور ممبروں نے جو اس التوا کے مخالف ہیں۔ ۴ جولائی کو الہ آباد میں ایک احتجاجی جلسہ کیا۔ ایک جدید انڈیپنڈنٹ پارٹی قائم کی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ سکرٹری مزید تاخیر کے بغیر اجلاس طلب کرے۔ ورنہ دو ہفتہ کے بعد پارٹی اپنے جدید لائحہ عمل کے مطابق کارروائی شروع کر دے گی۔

لکھنؤ سے ۴ جولائی کی اطلاع ہے کہ ۳ جولائی کو یوپی میں کانگرسیوں نے ایک نئی شرارت کا آغاز کیا۔ یعنی مختلف مقامات پر زنجیر کھینچ کر گاڑی روک لیتے اور کانگرس کے اشتہارات تقسیم کرنا شروع کر دیتے ایسے تمام رضا کار گرفتار کر لئے گئے۔ جنہوں نے دریافت کرنے پر بتایا۔ کہ یہ کارروائی کانگرس کے احکام کی تعمیل میں کی گئی ہے۔

لبرٹی کلکتہ کے نامہ نگار نے لندن سے اطلاع دی ہے کہ فرقہ وار مسئلہ کا حل جولائی کے آخر تک ضرور ہو جائیگا۔ اور توقع ہے۔ کہ حکومت اور کانگرس کے درمیان کشمکش کا خاتمہ کرنے کے لئے گاندھی جی اور دوسرے کانگرسی لیڈروں کو رہا کر دیا جائیگا۔

مسٹر شاستری کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ نے خرابی صحت کی بناء پر گول میز کانفرنس کی مشورتی کمیٹی سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا ہے۔

ضلع گورداسپور کے متعلق ہندو اخبارات میں یہ افواہ گرم ہے۔ کہ یہ ضلع اڑا دیا جائیگا۔ اور تقسیم کار کے لئے تحصیل بٹالہ ضلع امرتسر کے ساتھ تحصیل گورداسپور ضلع سیالکوٹ کے ساتھ تحصیل پٹھانکوٹ ضلع کانگڑہ کے ساتھ اور تحصیل شکرگڑھ ضلع ہوشیارپور کے ساتھ ملا دی جائیں گی۔

ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے اس نوٹس کی میعاد ۴ جولائی کو ختم ہو گئی تھی۔ جس کے رو سے آپ کو اپنے گاؤں (ضلع راولپنڈی) سے باہر جانے کی ممانعت کی گئی تھی۔ اس لئے ۵ جولائی کو آپ راولپنڈی جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں گرفتار کر لئے گئے۔

معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی سے ملاقات کے لئے

مسٹر جیاکر یرودا جیل گئے ہیں۔

ڈیرہ دون کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ دہلی ایکسپریس کو تباہ کرنے کے لئے لوکم پور سٹیشن کے قریب لائن کو اکھیڑ دیا گیا تھا۔ لیکن ڈرائیور نے دور سے دیکھ لیا۔ اور وہاں پہنچنے سے قبل ہی گاڑی کو روک کر ایک خطرناک حادثہ سے بچا لیا۔

گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے صدر سردار تیجا سنگھ کو آرڈیننس کے ماتحت نوٹس دیا گیا ہے کہ ضلع امرتسر کی حدود سے باہر نہ جائیں۔ اور سیاسی سرگرمیوں سے علیحدہ رہیں

کانپور میں ۵ جولائی سے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے اور ایک ہفتہ تک کوئی شخص کسی قسم کا ہتھیار لے کر باہر نہیں نکل سکتا۔ یہ فتنہ انگیزی کے انسداد کے لئے کیا گیا ہے۔ جو کانگرس "گاندھی ڈے" کی آڑ میں کرنا چاہتی تھی۔ اس ضمن میں بیز وارہ میں بھی دس یوم کے لئے یہ دفعہ نافذ کر دی گئی ہے۔

مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی کو آئرلینڈ کے مسٹر ڈی ویلرا نے دعوت دی ہے۔ جسے منظور کرتے ہوئے وہ ڈبلن روانہ ہو گئے ہیں۔

گول میز کانفرنس کے پہلے سشن کے آخر پر وزیر اعظم کی تقریر میں سندھ کی علیحدگی کی موزونیت پر غور کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ جسے پورا کرنے کے لئے برین کمیٹی مقرر کی گئی۔ تحقیقات کے بعد اس نے اپنی رپورٹ شائع کر دی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ چند ابتدائی سالوں تک اسی لاکھ روپیہ کی امداد کی ضرورت ہو گی۔ جسے پورا کرنے کے لئے اخراجات میں تخفیف۔ نئے ٹیکسوں کا نفاذ اور زمینوں کو جلد فروخت کرنے کی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں بعض ارکان اس امر پر نکتہ چینی کریں گے۔ کہ ان کے مشورہ کے بغیر جدید آرڈیننس کیوں نافذ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں عنقریب ایک احتجاجی یادداشت ان کی طرف سے شائع کی جائیگی۔ کہ وزیر ہند نے آئینی پروگرام کے سلسلہ میں ہندوستانی مجالس قانون ساز کو کیوں نظر انداز کر دیا ہے۔

شملہ کی ایک تازہ اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ وزیر ہند کی بیان کردہ شرائط کے مطابق وائسرائے ہند فیڈریشن کے مسئلہ کے سلسلہ میں والیان ریاست سے پرائیویٹ طور پر گفتگو کر رہے ہیں۔

لوزان سے ۳ جولائی کی خبر ہے کہ دول خمسہ کی طرف سے جرمنی کے تاوان جنگ کے متعلق اہم تجاویز پیش ہو رہی ہیں

نیز دنیا کی اقتصادی کانفرنس کے انعقاد کا مسئلہ پیش ہوا۔ اور طے پایا۔ کہ اسے جمعیتہ الاقوام کے زیر اہتمام چلایا جائے اور اس کا صدر مقام لندن رکھا جائے۔

آئرش فری سٹیٹ کی طرف سے سالانہ خراج کی عدم ادائیگی کے جواب میں آئرلینڈ کے مال پر سو فیصدی محصول لگانے کا مسودہ قانون ۴ جولائی کو دار العوام میں پیش ہو گیا۔ مزدور ارکان نے اس کی مخالفت کی۔ اور ثالثی بورڈ کے ذریعہ تنازعہ کے مٹانے پر زور دیا۔ اس کے متعلق مسٹر ڈی ویلرا کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ جس میں ثالثی بورڈ کے تقرر پر اظہار آمادگی کیا گیا ہے لیکن برطانیہ کے مجوزہ ٹریبونل کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا ہے

پاپائے روم کا نمائندہ کارڈینل جب ڈبلن سے روانہ ہوا۔ تو ہزارہا لوگوں نے جو دو رویہ کھڑے تھے۔ زمین پر دو زانو ہو کر تعظیم کی۔

امرتسر کے ایک وکیل محمد اسلم صاحب نے اپنے نوزائیدہ بچہ کی طرف سے مسٹر سکاٹ پرنسپل پولیس ٹریننگ سکول پھلور پر ۵۰۰ روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ میرے والد نے میری والدہ سے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ اور طلاق دینے والا تھا۔ کہ مدعا علیہ کے سمجھانے پر رجوع کر لیا۔ اور پھر تعلقات زن و شوئی قائم کر لئے۔ اس لئے میری پیدائش کی ذمہ داری بالواسطہ طور پر مسٹر سکاٹ پر عائد ہوتی ہے۔ اور میرے سن بلوغت تک پہنچنے کے اخراجات کا کفیل بھی وہی ہونا چاہیئے۔

شاہدرہ (لاہور) کے قریب ایک میلہ کے موقعہ پر ایک کشتی کے سلسلہ میں شاہدرہ اور ایک اور گاؤں کے لوگوں میں خوفناک لڑائی ہوئی۔ جس میں آٹھ سو دیہاتیوں نے حصہ لیا۔ بے تحاشا لاٹھی چلائی اور خشت باری کی گئی۔ بے شمار لوگوں کے سر اور مختلف اعضاء و جوارح ٹوٹ گئے اور جسم لہولہان ہو گئے۔

لاہور سے ۵ جولائی کی خبر ہے کہ شیر کشمیر شیخ محمد عبد اللہ صاحب ایم۔ ایس۔ سی آج شام کے سات بجے وارد لاہور ہوئے ہیں۔

بمبئی سے ۵ جولائی کی خبر ہے کہ دو شنبہ نصف شب کے بعد سے ہندو مسلمانوں میں کوئی تصادم نہیں ہوا۔ لیکن صبح کو پھر اکا دکا حملے شروع ہو گئے۔ فسادات کے دوبارہ شروع ہونے کے بعد آج تک تیس ہلاک اور سات سو دس زخمی ہو چکے ہیں۔ اور شروع سے اس وقت تک ۲۱۱ ہلاک اور ۲۶۶۷ زخمی ہوئے ہیں۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی